

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى ۝

اے نبی ﷺ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجور (رسالت) کا سوال نہیں کرتا

سوائے اس کے کہ تم میرے قریبوں سے محبت رکھو۔

زہرا

راضیہ

بتول

سیدہ
فاطمہ
رضی اللہ عنہا

طیبہ

طاہرہ

زاکیہ

مؤلف

محمد یامین

قادری چشتی صابری قلندری

297

یا

11

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

2162916
DATA ENTRY

سیدہ فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

H

سعادت تالیف

محمد یاسین

قاوری، چشتی، صابری قلندری

باب مدینہ پبلی کیشنز

مکان نمبر آ۔۔ 3051، بلاک 2،

میٹروپولیٹن، غزدارہ جبری

کراچی 75330

بہ فیضانِ نظر
حضرت مجیب احمد
قادری، چشتی، نظامی، صابری

۲۹۷۹۹۱۱

ف ۱۱۱

۱۱۷۵

۱

نام کتاب	:	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سعادتِ تالیف	:	محمد یامین قادری، چشتی، صابری قلندری
طباعت	:	اشاعت اول
تعداد	:	ایک ہزار
اشاعت	:	۱۴۳۴ھ ، 2013ء
کمپوزنگ	:	محمد عبدالرحمن طاہر (0300-2831089)
ناشر	:	جهانِ حمد کمپوزنگ سینٹر، اردو بازار، کراچی
ہدیہ	:	بابِ مدینہ پہلی کیشنز، کراچی
	:	آپ کی دعائیں

ملنے کا پتہ:

بابِ مدینہ پہلی کیشنز

مکان نمبر آر۔3051، بلاک 2،

میٹروپول تھری، گلزار ہجری، کراچی 75330

انتساب

۲۱

پیر طریقت، رہبر شریعت
قطب، قطب الاقطاب، غوث الکبیر

حضرت مجیب احمد
قادری، چشتی، نظامی و صابری
کے نام

جن کے آستانے سے وابستہ مریدین اور عقیدت مندوں کو
قرب الہی اور عشق محمد عربی ﷺ کی دولت نصیب ہوتی ہے

۲۸

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
(الف)	انتساب	۰۳
(ب)	سلطان الفقراء	۰۹
(ج)	شانِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، علامہ اقبال کی نظر میں	۱۰
(د)	پیش لفظ	۱۱-۱۳
۱-	سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ الحدیث	۱۳
۲-	تمہید	۱۳
۳-	ولادتِ باسعادت	۱۳
۴-	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القابات	۱۵
۵-	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب	۱۵
۶-	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن	۱۵
۷-	خواتین میں سب سے پہلے ایمان لانے والیاں	۱۶
۸-	مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں پر خاتونِ جنت کا احتجاج	۱۶-۱۷
۹-	خاتونِ جنت محصورین شعب ابی طالب کی گھائی میں شامل تھیں	۱۸-۱۹
۱۰-	خاتونِ جنت کی ہجرتِ مدینہ	۱۹
۱۱-	خاتونِ جنت، فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح	۲۰-۲۳
۱۲-	سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جہیز	۲۳
۱۳-	سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی	۲۳-۲۴
۱۴-	ولیمہ	۲۴

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۲۵	سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد	۱۵-
۲۸-۲۵	شانِ بتول و اولادِ بتول رضی اللہ عنہا	۱۶-
۳۲-۲۸	عظمتِ پانچ تن یا پختن پاک اور عیسائیوں کا مقابلہ سے فرار	۱۷-
۳۲-۳۲	میں تو پختن کا غلام ہوں	۱۷ (الف)
۳۵-۳۲	فقر، سخاوت و جو دو کرم	۱۸-
۳۵	جنت کا کھانا	۱۸ (الف)
۳۵	جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ کے لیے جنت کا کھانا	۱۸ (ب)
۳۶	یہ دعا تھی	۱۸ (ج)
۴۱-۳۶	سخاوت یا جو دو کرم	۱۹-
۴۳-۴۱	سخاوت یا جو دو کرم کا ایک اور قصہ	۲۰-
۴۳	قصہ چالیس اونٹوں کا	۲۱-
۴۳	پیوند والا لباس	۲۲-
۴۴-۴۳	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت	۲۳-
۴۴	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شجاعت	۲۴-
۴۵	قیامت کے دن کی ذمہ داری	۲۵-
۴۸-۴۵	نبی کریم ﷺ کی سیدہ فاطمہ سے محبت	۲۶-
۴۹-۴۸	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والد گرامی سے محبت	۲۷-
۵۰-۴۹	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے نبی رحمت ﷺ کی نصیحت	۲۷ (الف)
۵۰	غمِ اُمت	۲۷ (ب)
۵۱-۵۰	آپ ﷺ سے اب کہاں ملاقات ہوگی	۲۷ (ج)

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۵۲-۵۱	آمدِ جبرائیل علیہ السلام	۲۷ (د)
۵۳-۵۲	طلب کرتے ہیں اجازت زہرا رضی اللہ عنہا سے عزرائیل	۲۷ (ذ)
۵۵-۵۴	تاجدارِ مدینہ ﷺ کا وصال	۲۷ (س)
۵۵	دُنیا کے پانچ انسان جو سب سے زیادہ روئے	۲۷ (ش)
۵۶	والدِ گرامی ﷺ کے وصال پر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا کرب و ملال	۲۷ (م)
۵۷-۵۶	بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نذرانہ عقیدت	۲۷ (ن)
۵۸-۵۷	والدِ گرامی ﷺ کے وصال پر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ میں اپنے والدِ گرامی پر درود و سلام بھیجا	۲۷ (ی)
۵۹-۵۸	روایت حدیث	۲۸
۶۱-۵۹	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و خوبیاں	۲۹
۶۳-۶۲	اُمتِ محمدیہ کے لیے دُعائیں	۲۹ (ذ)
۶۳-۶۳	چکی خود بخود چل رہی تھی	۲۹ (س)
۶۴	فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے	۲۹ (ش)
۶۵-۶۴	محمد عربی ﷺ کی مغفرتِ اُمت، اشک باری اور سیدہ بتول کی فکرِ اُمت	۲۹ (ص)
۶۶-۶۵	بٹی تم میری اُمت کی سلطان الفقرا ہو	۲۹ (ض)
۶۷-۶۶	سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کے عوض اُمت محمدیہ ﷺ کی بخشش	۲۹ (ط)

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۶۸-۶۷	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو تو کیا، ان کی صاحبزادی کو بھی نہیں دیکھا	۲۹ (ظ)
۶۸	اُمّتِ محمد ﷺ کی پہلی سلطان الفقراء	۲۹ (ع)
۶۹-۶۸	سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس اُمّت کی بلکہ تمام اُمّتوں میں پہلی خاتون قطب الاقطاب یا غوث ہیں	۲۹ (غ)
۷۱-۶۹	سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خصوصیات	۳۰
۷۱	سلطان الفقراء و اولیاء سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کرامات	۳۱
۷۳-۷۱	آیت کرامت	۳۱ (الف)
۷۴-۷۳	برکت والی سنی	۳۱ (ب)
۷۶-۷۴	شاہی دعوت	۳۱ (ج)
۷۷-۷۶	قدرت اللہ شہاب نے کہا ”اے سیدہ! حضور اکرم ﷺ آپ کی ہر بات مانتے ہیں۔ میرے حق میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کریں“	۳۱ (د)
۷۸	افضل کون؟	۳۲
۷۹-۷۸	حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما	۳۲ (ب)
۷۹	حضرت فاطمہ و خدیجہ رضی اللہ عنہما	۳۲ (ت)
۸۱-۸۰	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و مریم سلام اللہ علیہا	۳۲ (ج)
۸۲-۸۱	حضرت حذیفہ یمانی کا قول	۳۲ (ذ)
۸۲	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول	۳۲ (س)
۸۲	علماء و فضلا اور مشائخ کے دلائل	۳۲ (ش)

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۸۳	(الف)..... حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ	
۸۳	(ب)..... حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	
۸۳	(ج)..... شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
۸۳	(د)..... حاشیہ بخاری شریف	
۸۳	(ذ)..... علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ	
۸۴	(س)..... مولف ہذا کی سیدہ بتول سے عقیدت	
۸۵	اہل بیت سے محبت	✓ ۳۳
۸۶-۸۵	اہل بیت سے محبت کا انعام	- ۳۴
۸۷-۸۶	جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کے آخری ایام	- ۳۵
۸۸-۸۷	جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کا خواب	- ۳۶
۹۰-۸۸	سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آخری لمحات اور وصیتیں	- ۳۷
۹۱-۹۰	اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی باتیں	✓ ۳۸
۹۲-۹۱	جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی رُوح کس نے قبض کی؟	- ۳۹
۹۲	سیدہ بتول شہزادی رسول مقبول ﷺ کا جنازہ	- ۴۰
۹۳-۹۲	جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مرثیے	- ۴۱
۹۵-۹۴	حق تو یہ ہے کہ حق آداناہ ہوا	✓ ۴۲
۱۰۴-۹۶	حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے متعلق احادیث مبارک	✓ ۴۳
۱۰۸-۱۰۵	مناقب بحضور سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا	- ۴۴
۱۱۱-۱۰۹	سلام بہ نذر بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا	- ۴۵
۱۱۲-۱۱۱	صاحب ذوق حضرات سے	- ۴۶

۴۱
”بیٹی تم میری اُمت کی سلطان الفقرا ہو“



رسول مقبول ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اگر تو چاہے تو میں تیرے مکان کے درو دیوار سونے کے

بنادیتا ہوں کہ تیرے تمام آلام کا خاتمہ ہو جائے۔“

سیدہ فاطمہ الزہرا نے عرض کیا:

”میں اسی حال میں راضی و خوش ہوں کہ فقر و فاقہ میں مجھے

اللہ تعالیٰ کے قرب و محبت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا:

”بیٹی تم میری اُمت کی سلطان الفقرا ہو۔ تجھے میری وراثت

فقر مبارک ہو۔“

(سلطان باہو)

(علمائے اہل سنت کی منتخب تقریریں۔ حصہ دوم۔ از جناب احمد حسن)

۶

علامہ اقبال، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں فرماتے ہیں

رشتہ آئین حق زنجیر پا است
پاس فرمان جناب مصطفیٰ است
ورنہ گردے تڑتیش گر دیدے
سجدہا بر خاک او پاشیدے

ترجمہ:

میرے پاؤں میں قانونِ خداوندی کی زنجیر ہے
اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس ہے
ورنہ (سیدہ فاطمہ کی ایسی شان ہے کہ) میں
سیدہ کے مزار اقدس کا طواف کرتا اور آپ کی قبر انور پر سجدے کرتا

(علمائے اہل سنت کی منتخب تقریریں۔ حصہ دوم۔ از جناب احمد حسن)

پیش لفظ

یہ سن ۲۰۰۶ء کی بات ہے۔ اس عاجز نے درود شریف کے موضوع پر اپنی پہلی کتاب ”محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم“ مرتب کی تھی اور اُس کی چار ہزار جلدیں عاشقانِ رسول مقبول ﷺ میں بلا ہدیہ تقسیم کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ ”محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم“ اپنے دادا پیر حضرت سید محمد عبداللہ شاہ المعروف میاں جی سرکار کی فیضانِ نگاہ سے تیار کی گئی تھی۔ ہوا یوں کہ یہ عاجز کتاب کا مسودہ اپنے مرشد حضرت مجیب احمد، قطب الاقطاب، غوث الکبیر کی خدمت عالیہ میں وقتاً فوقتاً راہ نمائی کے لیے پیش کرتا رہا تو آپ یہ مسودہ ”میاں جی سرکار“ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کر دیتے۔ اُن کے در سے منظوری کے بعد کتاب کی اشاعت کی گئی۔

کتاب ہذا میں درود شریفوں کے علاوہ ایک مضمون روایتی انداز میں ”سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا“ کی شان میں پیش کیا گیا۔ یہ مضمون خاتونِ جنت، بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عقیدت و محبت اور آپ کی عظمت، احترام و توقیر کا نتیجہ تھا۔ ارادہ یہی تھا کہ بعد میں کسی وقت سیدہ کی سیرتِ پاک پر عمدہ انداز میں ایک کتاب لکھوں گا۔ پھر یہ ارادہ ملتوی کر دیا، یہ سوچ کر کہ یہ خواتین سے متعلق موضوع ہے اور ہمارے ہاں الحمد للہ اس موضوع پر لکھنے والی بہت سی خواتین موجود ہیں جو بہتر انداز میں خاتونِ جنت کی حیاتِ مبارکہ پر بہت کچھ لکھ سکتی ہیں۔ ”محمد عربی ﷺ“ کے بعد بھی درود شریف کی چند اور کتابیں شائع کرنے کا شرف حاصل کیا لیکن سیدہ بتول کی شان میں کچھ نہ لکھ پایا۔

اس ناچیز نے سب سے آخر میں ”درود و سلام علی خیر الانام“ درود شریفوں پر مبنی کتاب ۲۰۱۲ء میں اپنے مرشدِ عظیم، حضرت مجیب احمد قادری، چشتی، نظامی، صابری

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

کے فیضانِ نگاہ سے لکھ کر بلا معاوضہ تقسیم کی۔ اس کتاب کی تقسیم کے بعد سوچا، میں نے درود شریفوں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اب لکھنے لکھانے کا شوق موقوف کر دینا چاہئے اور عبادات پر مکمل توجہ دینا چاہئے۔

خیالات کا یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ غالباً ۱۰ اور ۱۱ مئی ۲۰۱۳ء کی درمیانی شب تہجد کے وقت تاجدارِ مدینہ ﷺ کی مقدس ہستی کی اس ادنیٰ غلام پر نظرِ کرم ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ سوچ ختم کرو“ یعنی درود شریف کی کتاب نہ لکھنے کا ارادہ ترک کرو۔ آپ ﷺ نے درود شریف پر کتاب لکھنے کے فوائد بتائے اور کچھ باتیں اس ناچیز کی ذاتی زندگی کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ”تم نے فاطمہ کے بارے میں لکھنا تھا۔۔۔ لکھو“ آقا ﷺ کا یہ ادنیٰ غلام اس بات پر چونک پڑا۔ میرے اللہ میرے ملکی و مدنی آقا ﷺ اپنے امتی کے دل کا حال تک جانتے ہیں۔ میں کافی دیر تک سوچوں میں گم رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ میرے مرشدِ عظیم کی فیضانِ نگاہ کی بدولت ہے ورنہ مجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں کہ آقا ﷺ کا قرب حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد ہادیِ برحق کی ہدایات کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔

اس کے بعد ۱۶ مئی ۲۰۱۳ء کو ایک اور واقعہ پیش آیا۔ رات کو سوتے میں تقریباً پونے دو بجے کے قریب ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ آنکھ کھل گئی۔ ”تم نے سیدہ پر کتاب لکھنے کا کیا، کیا“ میرا بدن کانپنے لگا۔ میں کوششِ بسیار کے باوجود نہ سوسکا۔ میں سمجھ گیا یہ سیدہ بتول کی شان میں کتاب لکھنے کا حکم ہے۔ بس یہی واقعہ ”سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا“ کی تحریر کا باعث بنا۔

جیسا کہ میں ان ہی صفحات میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ عاجز پنج تن پاک کا انتہائی مداح ہے۔ اُن عظمت والی ہستیوں کی عزت، احترام و اکرام، اُن سے محبت اور اُن کے احکامات پر عمل کرنا میری متاعِ عزیز ہے۔ اس نسبت سے اس عاجز نے خاتونِ جنت کے حالاتِ زندگی پر یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اگرچہ کہ میری یہ کاوش جامع اور مکمل نہ سہی لیکن پڑھنے والوں کے لیے مفید ضرور ثابت ہوگی۔

میں اپنی قابلِ احترام مسلم خواتین سے مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ خاتون

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

جنت کی حیاتِ طیبہ کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ خاص طور پر ان مغرب زدہ خواتین سے درخواست ہے کہ وہ بناتِ رسول مقبول ﷺ کی مثالی زندگی کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں داخل کر لیں، اس سے انہیں بہت سارے دنیوی اور دینی فوائد حاصل ہوں گے۔

آپ کسی بھی کتاب کو جو خاتونِ جنت پر لکھی گئی ہے، پڑھ جائیے، آپ کو ان کی زندگی میں سادگی، صبر و قناعت، تنگی و عسرت اور فقر و فاقہ کے واقعات ملیں گے۔ وہ اپنے گھر کے تمام کام کاج خود انجام دیتی تھیں۔ حالات کی ابتری کا کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا۔ کنویں سے پانی خود بھر کے لاتی تھیں لیکن کسی نے آپ کے سر کا ایک بال بھی نہ دیکھا۔ آپ شرم و حیا کا پیکر تھیں۔ میرے مکی ومدنی آقا ﷺ نے فرمایا ”بیٹی تم میری امت کی سلطان الفقرا ہو“۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان خاتونِ جنت کے اعلیٰ ترین روحانی مقام کی نشان دہی کرتا ہے۔

”سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا“ کی تیاری میں اس ناچیز کو اپنے مرشدِ عظیم، فقیر بے مثال حضرت مجیب احمد قادری، چشتی، نظامی، صابری کی راہ نمائی حاصل رہی۔ کئی احباب نے دامے، درمے، سخنے حصہ لیا اور کتاب کی تیاری میں مدد کی۔ ان سب کا بہت شکریہ۔ خاص طور پر حضرت مولانا محمد جنید عطاری اور جناب احمد حسن صاحب میرے شکریے کے زیادہ مستحق ہیں جن کی عملی کاوشوں سے میں ”سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا“ مکمل کرنے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ کی دعاؤں کا طالب۔

محمد یامین

قادری، چشتی، صابری، قلندری

جمعۃ المبارک، ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

۲۸ جون ۲۰۱۳ء

..... الحدیث: سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

۲..... تمہید:

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تمام بہنوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ آپ کے والد ماجد دونوں جہانوں کے سردار، اللہ عزوجل کی عطا سے مالک و مختار، حبیب کردگار، شافع روز شمار، غریبوں کے غم خوار، محمد عربی ﷺ ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سارے جہانوں کی خواتین کی سردار، سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی خاتون، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی شان یہ ہے کہ آپ کے لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام، اللہ عزوجل کا سلام لے کر حاضر ہوئے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے جواباً فرمایا ”اللہ خود سلام ہے۔ اسی سے سلامتی ہے۔ آپ ﷺ پر سلام، جبرائیل علیہ السلام پر سلام اور ہر شخص پر جو یہ سلام سُنے سوائے شیطان کے۔“

۳..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش:

ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی سے پانچ برس قبل پیدا ہوئیں جبکہ ابن سراج روایت کرتے ہیں کہ نبوت سے ایک سال قبل اس دُنیا میں تشریف لائیں۔ ایک اور روایت کے مطابق سیدہ کی ولادت مبارک اُمّ القریٰ یعنی مکہ المکرمہ کی فضاؤں میں ہوئی اور یہ وہ وقت مبارک تھا جب قریش کعبۃ اللہ کی

جدید تعمیر میں مصروف تھے۔ نیز نبوت سے پانچ سال پہلے کا زمانہ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی تو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس دُنیا میں تشریف لائیں۔ یہی قریب ترین ہے، کیونکہ نبی آخر ﷺ پر وحی کا نزول ۴۰ برس کی عمر میں ہوا۔

۴..... القابات:

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے القاب بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ ”زہرا“ استعمال ہوا۔ آپ کا دوسرا لقب بہت مشہور ہے یعنی آپ ”بتول“ کے لقب سے جانی جاتی ہیں جس کے معنی کنواری کے ہیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آپ کا لقب بتول اس لیے تھا کہ آپ اپنے دین اور شرف کی وجہ سے تمام عورتوں سے منفرد اور یگانہ تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکل و صورت، والد گرامی حضور انور ﷺ سے بہت مشابہ تھی۔ اسی لیے ”زاکیہ“ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ سیرت میں بھی حضور اکرم ﷺ سے مشابہ تھیں اس لیے ”راضیہ“ لقب پایا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”فاطمہ“ اخلاق ذمیمہ سے پاک ہونے کی وجہ سے طاہرہ کہلائیں۔

۵..... سلسلہ نسب:

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ فاطمہ بنت محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف بن قصى بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔ آپ کی والدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد تھیں۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اُن کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔

۶..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن:

آپ بچپن ہی سے سنجیدہ طبیعت کی مالک تھیں۔ آپ عام بچوں کی طرح

کھیل کود کی جانب قطعی مائل نہ تھیں۔ طبیعت میں سادگی بھی تھی اور متانت بھی تھی۔ اپنے والد محترم سید دو عالم ﷺ کی قربت میں رہ کر آپ کا کردار بچپن ہی سے قابل رشک رہا۔ شفقت، محبت، فہم و فراست و رشتے میں ملی تھی۔ اس لیے جیسے جیسے سن بلوغت کی جانب بڑھ رہی تھیں ویسے ویسے آپ کے اوصاف حمیدہ اور بھی نکھر کر سامنے آ رہے تھے۔

۷..... خواتین میں سب سے پہلے ایمان لانے والیاں:

جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی مبارک کا نزول شروع ہوا تو سب سے پہلے ایمان لانے والیاں پاکیزہ فطرت آپ ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی مبارک صاحبزادیاں تھیں۔ ابن اسحاق نے امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں ”جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو شرفِ نبوت بخشا تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی صاحبزادیاں آپ ﷺ پر ایمان لائیں“ اور زرقانی کے مطابق یہ ہے کہ ”حاصل یہ ہے کہ اس بات کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیاں اسلام کی طرف پہل کرنے والوں میں سے ہیں، کیونکہ ان کی پرورش سچے اور مکرم باپ کی آغوش میں اور ایک افضل اور محبت کرنے والی ممتا کی گود میں ہوئی اور یہ ایسے والد سے ان کے مکارم اور اپنی والدہ سے عقل کے وہ فضائل حاصل کر رہی تھیں کہ جس عقل سے اگلی اور پچھلی خواتین میں سے کسی کی عقل کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اس مبارک خاندان کا کیا کہنا جن کی صاف ستھری فطرت تھی۔

۸..... مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں پر خاتونِ جنت کا احتجاج:

بعثتِ نبوی کے بعد معلمِ انسانیت محمد عربی ﷺ نے اہل مکہ کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام پہچانا شروع کیا۔ ہٹ دھرم اور ضدی مشرکین مکہ نے بجائے اس

کے کہ آپ کے پیغام اسلام پر ایمان لاتے، ضد اور عناد کی راہ اختیار کی اور محسن انسانیت کو تکالیف پہنچانا شروع کر دیں۔ مشرکین مکہ کی غلط حرکتیں سیدہ کے علم میں بھی آتی رہتی تھیں۔ کئی بار حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے تڑپ کر اپنے بابا جان سے ایسی اذیتیں ختم کیں جو نبی برحق کو کفار مکہ دیتے رہتے تھے۔

مشرکین مکہ کی ایک فاجرانہ مجلس میں قریش کے بہت سارے فاسق و فاجر لوگ جمع ہوئے۔ وہاں کسی بد بخت مشرک نے کہا کہ ”یہ محمد (ﷺ) نماز پڑھ رہے ہیں۔ کوئی ہے جو ایک اونٹ کی او جڑی لائے اور جب آپ سجدہ میں جائیں تو ان کے اوپر ڈال دے“۔ غالباً اس سے ان کا مقصد نبی برحق ﷺ کو عبادتِ خداوندی سے روکنا مقصود تھا۔ یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط نے یہ گھٹیا حرکت کرنے کا ذمہ لیا اور ایک گندی او جڑی لایا اور پشت مبارک پر اس وقت رکھی جب کہ اللہ کے محبوب ﷺ اپنے رب جبار کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔ تمام مشرکین یہ منظر دیکھ کر ہنسنے لگے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑانے لگے۔ ابھی سید الساجدین سجدہ ہی میں تھے کہ یہ خبر بی بی بتول جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ تک پہنچ گئی۔ بی بی بتول دوڑی ہوئی آئیں اور اپنے والد ماجد کی پشت اقدس اور گردن مبارک سے اس گندگی کو دور کیا، پشت مبارک اور گردن مبارک کو دھویا اور کفار مکہ کو بہت برا بھلا کہا۔

سید دو عالم ﷺ نے نماز سے فراغت پانے کے بعد بددعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور ان ظالموں کے لیے ان الفاظ میں بددعا فرمائی ”اے اللہ عزوجل! تو شیبہ بن ربیعہ سے انتقام لے۔ اے اللہ عزوجل! تو ابو جہل بن ہشام سے انتقام لے۔ اے اللہ عزوجل! تو عقبہ بن ابی معیط سے انتقام لے۔“

جب ان لوگوں نے سرور کائنات ﷺ کو بددعائیں کرتے ہوئے سنا تو ان کے ہنسی اور ٹھٹھے بند ہو گئے اور خوف سے گھبرا گئے۔ جبار و قہار رب نے اپنے نبی برحق

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

کی یہ دعائیں قبول فرمائیں۔ سب کے سب غزوہ بدر میں قتل ہوئے سوائے عقبہ بن ابی معیط کے، وہ غزوہ بدر میں گرفتار ہوا۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس کے قتل کا فیصلہ ہوا۔ آپ ﷺ نے وہاں موجود صحابہ کرام کو بتایا ”میں مقام ابراہیم پر سجدے کی حالت میں تھا تو یہ آیا اور اُس نے میری گردن پر پاؤں رکھ دیا اور اُسے دبایا۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری آنکھیں باہر نکل جائیں گی اور ایک مرتبہ یہ اُونٹ کی ساد جڑی لایا اور سر پر رکھ دی، اس وقت میں سجدے میں تھا۔ پھر فاطمہ نے آکر میرا سر دھویا“۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سعادت مند بیٹی اسلام کے لیے والد ماجد پر آنے والے مصائب دیکھتی رہتی تھیں اور غمزدہ ہو جاتی تھیں۔ سیدہ نے بہت صبر و استقلال کے ساتھ ایسے ہی مصائب خود بھی برداشت کیے۔

۹..... خاتونِ جنت محصورینِ شعب ابی طالب کی گھائی میں شامل تھیں:

پھر ایک وقت ایسا آیا قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو بھرپور تکالیف دینے کی ٹھان لی۔ ان ایذاؤں کا دائرہ بنی ہاشم اور ابو مطلب تک وسیع کر دیا۔ مشرکین مکہ نے حضور پاک ﷺ کو اور آپ کے ماننے والوں سے تعلقات منقطع کرنے، بات چیت نہ کرنے اور خرید و فروخت بند کرنے کا اعلان کیا۔ بات یہاں تک پہنچی کہ بنو ہاشم سے کسی بھی طور صلح نہ ہوگی اور وہ رسول اللہ ﷺ کو قریش مکہ کے حوالے کر دیں۔ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب اپنے گھروں کو چھوڑ کر شعب ابی طالب جیسی گھائی میں محصور ہو گئے اور اس میں ابولہب شامل نہ ہوا۔ حصار بہت شدید تھا۔ گھائی میں سے بچوں اور عورتوں کی بھوک کی شدت سے رونے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ان محصورین میں جگر گوشہ رسول مقبول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ اس حصار کی صعوبتوں کا اثر سیدہ کی طبیعت پر بھی پڑا اور آخری عمر تک اس حصار کے بُرے اثرات آپ پر

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

باقی رہے۔ یہ حصار تقریباً تین سال تک جاری رہا۔ جب مسلمان اس حصار سے نکل آئے تو اُن کے چہروں سے ثابت قدمی کے آثار نمایاں تھے اور اُن کے چہرے نورِ ایمان سے منور تھے اور اس عمل کے نتیجے کے طور پر اُن کے دلوں میں اللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت مزید پختہ ہو گئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دوسرے محصورین کے ساتھ ابھی شعب ابی طالب کے حصار سے باہر آئی ہی تھیں کہ ایک دردناک واقعہ پیش آیا، کیونکہ جلد ہی اُن کی محبت کرنے والی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مالکِ حقیقی سے جا ملیں۔ اُن کی وفات سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غمزدہ ہو گئیں، اُن کا دل بچھ گیا۔ اسی وقت سے سیدہ اپنے والد ماجد سے نزدیک ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے دل میں اپنی اولاد خصوصاً سیدہ کے لیے بھرپور محبت، شفقت اور رحمت تھی۔ آپ ﷺ اپنی پیاری بیٹیوں کے لیے متفکر رہنے لگے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زندگی کا سفر اپنے والد محترم کے ساتھ پورا کیا اور راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات میں برابر کی شریک رہیں۔

۱۰..... ہجرتِ مدینہ:

کفارِ مکہ کی زیادتیاں، شرانگیزیوں اور ایذا رسانی حد سے زیادہ بڑھنا شروع ہو گئیں۔ مسلمانوں کے لیے عام طور سے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص طور سے یہ وقت بہت بڑی آزمائش کا تھا، کیونکہ آپ کی پیاری بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے سر پر تبلیغِ دین اور اولاد کی پرورش کی ذمہ داریاں تھیں۔ ایسے کڑے وقت میں آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق سن ۱۳ بعد بعثت نبی کریم اپنے رفیقِ خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرتِ مدینہ کی۔ کچھ ہی عرصہ بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنے اہل و عیال کو مدینہ لانے کے لیے اپنے غلام حضرت ابورافع اور حضرت زید بن حارثہ کو مکہ بھیجا۔ ان دونوں حضرات کے

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

ہمراہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت صرا اور اسامہ بن زید نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔
..... خاتونِ جنت، فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح:

ہجرتِ مدینہ کے وقت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک سن بلوغت کو پہنچ چکی تھی۔ سن بلوغت کو پہنچتے ہی شادی کے پیام آنے شروع ہو گئے۔ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام بھیجا لیکن حضور اکرم ﷺ خاموش رہے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا ”جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا“۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کا پیغام بھیجا اور آپ ﷺ نے پھر یہی کہا کہ ”جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا“ لیکن آخر میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ٹھہرا دی۔ اس کے بارے میں تین مختلف روایات ملتی ہیں:

(الف)..... ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ کیا کہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے کئی پیغام پہنچے ہیں لیکن آپ ﷺ نے کوئی بھی منظور نہیں فرمایا۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ باقی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار بھی ہیں اور آپ ﷺ کو محبوب بھی ہیں اور عم زاد بھائی بھی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقر و تنگ دستی کی وجہ سے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام نہیں بھیجتے، کیوں نہ انہیں پیغام بھیجنے کی ترغیب دی جائے اور ضرورت ہو تو ان کی مدد کی جائے۔ تینوں حضرات یہ مشورہ کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈنے نکلے۔ وہ جنگل میں اپنا اونٹ چرا رہے تھے۔ انہوں نے پورے خلوص کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت فاطمہ

رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ اگرچہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش بھی یہی تھی لیکن اپنی بے سروسامانی، فطری شرم و حیا پیغام بھیجنے میں مانع تھی۔ اب جرأت کر کے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیج دیا جو حضور اکرم ﷺ نے فوراً قبول فرمایا۔ پھر نبی رحمت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی خاموشی سے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

(ب)..... دوسری روایت کے مطابق، انصار کی ایک جماعت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حرفِ مدعا بیان کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اہلاً وسہلاً مرحبا اور پھر خاموش ہو گئے۔ انصار کی جماعت باہر منتظر تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنایا تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی کہ حضور اکرم ﷺ نے پیغام منظور فرمایا ہے۔

(ج)..... ایک اور روایت کے مطابق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک آزاد کردہ لونڈی نے ایک دن ان سے پوچھا ”کیا فاطمہ کا پیغام حضور ﷺ کو کسی نے بھیجا؟“ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا ”مجھے معلوم نہیں“۔ آزاد کردہ لونڈی نے کہا ”آپ کیوں پیغام نہیں بھیجتے؟“۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ”میرے پاس کیا چیز ہے کہ میں عقد کروں۔“

اس نیک بخت نے مجبور کر کے جناب علی رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔ کچھ نبی کریم ﷺ کی جلالت اور کچھ فطری حیا کہ زبان سے کچھ عرض نہ کر سکے اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے۔ حضور ﷺ نے خود ہی توجہ فرمائی اور پوچھا ”علی آج خلاف معمول بالکل ہی چپ چاپ ہو، کیا فاطمہ سے نکاح کی درخواست

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

لے کر آئے ہو؟“۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”بے شک یا رسول اللہ ﷺ“ حضور ﷺ نے فرمایا ”تمہارے پاس مہر دینے کے لیے بھی کچھ ہے؟“۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نفی میں جواب دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میں نے تمہیں جو زرہ جنگ بدر کے موقع پر دی تھی، وہی مہر میں دے دو“۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد نبوی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ زرہ فروخت کرنے کے لیے بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے یہ زرہ ۴۸۰ درہم میں خرید کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بطور ہدیہ واپس کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس زرہ کی قیمت چار سو (۴۰۰) درہم سے زائد نہ تھی۔ کہیں یہ قیمت ۴۸۰ درہم لکھی ہوئی ہے۔ بہر حال زرہ کی قیمت فروخت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”دوتہائی خوشبو وغیرہ پر صرف کرو اور ایک تہائی سامان شادی بیاہ اور دیگر اشیاء خانہ داری پر خرچ کرو۔“

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ ابو بکر، عمر فاروق، عبدالرحمن بن عوف اور دیگر مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ جب سب دربار رسالت ﷺ میں جمع ہو گئے تو حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا ”اے گروہ مہاجرین و انصار! ابھی جبرائیل امین میرے پاس یہ اطلاع لے کر تشریف لائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور میں فاطمہ بنت محمد (ﷺ) کا نکاح اپنے بندہ خاص علی بن ابی طالب سے کر دیا اور مجھے حکم ہوا کہ نکاح کی تجدید کر کے گواہان کے روبرو ایجاب و قبول کراؤں۔“

پھر سید و عالم ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے متہتم ہو کر فرمایا ”میں نے چار سو مثقال چاندی حق مہر پر فاطمہ کو تیرے نکاح میں دیا۔ کیا

تجھے منظور ہے؟“۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی ”بسرو چشم“۔ پھر سردارِ انبیاء ﷺ نے یہ دُعا فرمائی ”خدا تم دونوں کی پراگندگی (پریشانی) دُور کرے اور تمہاری سعی مشکور ہو۔ تم دونوں پر برکت نازل فرمائے اور تم سے پاک اولاد پیدا فرمائے“۔ پھر سب حاضرین نے دُعاے برکت مانگی اور نبی کریم ﷺ نے ایک طبق چھوہارے حاضرین پر لٹا دیے۔ نکاح کے وقت اکثر اہل سیر کے نزدیک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک تقریباً پندرہ (۱۵) سال اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر تقریباً اکیس (۲۱) سال تھی۔

۱۲..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جہیز:

سرورِ کائنات ﷺ نے اپنی لختِ جگر کو جو جہیز دیا اُس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

۲۔ ایک نقشِ تخت یا پلنگ۔

۳۔ ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۴۔ ایک پانی بھرنے کے لیے مشکیزہ۔

۵۔ دو مٹی کے برتن۔

۶۔ ایک چکی۔

۷۔ دو چادریں۔

۸۔ ایک جائے نماز۔

۹۔ ایک پیالہ۔

۱۰۔ دو بازو بند نقری۔

۱۳..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرورِ کائنات ﷺ کے مکان سے کچھ فاصلے پر

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ سیدۃ النساء رخصت ہو کر اسی گھر میں آئیں۔ رخصتی سے پہلے نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا، اپنے سینہ مبارک پر ان کا سر رکھا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ پھر اپنی لخت جگر کا ہاتھ حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا۔

”اے علی! پیغمبر (ﷺ) کی بیٹی تجھے مبارک ہو“

اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”اے فاطمہ! تیرا شوہر بہت اچھا ہے“

پھر پیغمبر خدا نے دونوں کے حقوق و فرائض بتائے اور خود دروازے تک

وداع کرنے آئے۔ دروازے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بازو پکڑ کر ان کو دعائے خیر و برکت دی۔

۱۴..... ولیمہ:

اس بارے میں بھی دو روایات ہیں۔ نکاح اور رخصتی کے بعد محمد عربی ﷺ

نے فرمایا ”شادی کے لیے (یا شادی کے بعد) ولیمہ بھی ضروری ہے“۔ اس موقع پر

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میرے پاس ایک بھیڑ ہے۔ اسی سے ولیمہ کر لیا

جائے“۔ اور دوسری روایت کے مطابق، شادی کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت علی

رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دعوتِ ولیمہ بھی ہونی چاہیے۔ مہر ادا کرنے کے بعد جو رقم بیچ

گئی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی سے ولیمہ کا انتظام کیا۔ دسترخوان پر پنیر،

کھجور، نان جو اور گوشت تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ اس

زمانے کا بہترین ولیمہ تھا۔

کچھ دن بعد رسول کریم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے

گئے اور فرمایا: ”گفتگو اپنی لاٹلی بیٹی سے فرمایا“ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے قریب

بلا لوں۔ بیٹی نے عرض کیا ”حارث بن نعمان سے کہیں کہ وہ اپنا مکان ہمیں دے دیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”بیٹی، مجھے حارث سے یہ بات کہتے ہوئے حیا آتی ہے۔ یہ بات حضرت حارث رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا ”میرے پاس جو کچھ بھی ہے، سب آپ ﷺ پر نثار ہے۔ یہ سن کر تاجدارِ مدینہ نے فرمایا ”اللہ تمہیں برکت دے اور تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں منتقل ہو گئے۔

۱۵..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد:

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے پانچ اولادیں ہوئیں۔
 (۱) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت محسن رضی اللہ عنہ، (۴) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، (۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔ حضرت محسن رضی اللہ عنہ نے بچپن میں ہی انتقال فرمایا اور باقی نے اپنے عمدہ، نیک اور باکمال اعمال کی وجہ سے تاریخ اسلام میں بڑا نام پایا۔

۱۶..... شانِ بتول و اولادِ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سرکارِ دو عالم، تاجدارِ مدینہ، مختارِ کائنات، محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے، دُنیا میں تشریف لانے والے انبیاء علیہم السلام کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت تھی کہ اپنی اپنی اُمتوں کو بتائیں کہ ہم تم سے کوئی حق تبلیغ اور معاوضہ دعوت و ارشاد طلب نہیں کرتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارشاد فرمایا:

(الف)..... اے قوم! میں تجھ سے اس پر مال طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو

اللہ پر ہی ہے۔ (سورہ ہود۔ آیت ۲۹۔ پ ۱۲)

(ب)..... اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو پروردگار عالمین کے ذمہ ہے۔ (الشعراء: ۱۰۹)

اسی طرح سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس طرح پکارا:
(ج)..... اے قوم! میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو اُس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (ہود۔ ۵۱۔ پ ۱۲)

(د)..... اور میں اس تبلیغ پر کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو بس پروردگار عالمین ہی کے ذمہ ہے۔ (الشعراء۔ ۱۲۷)

اسی طرح سیدنا صالح علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا کہ وہ اپنے عوام سے حق تبلیغ دین طلب نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں اجر دے گا۔

پھر امام الانبیاء کی بعثت کا دور آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ مخصوص احکامات صادر فرما کر ان میں ترمیم و تبدیلی فرمادی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(۱)..... آپ فرمادیں کہ ہم تم سے (قرآن) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتے مگر یہ سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ (الانعام: ۹۰)

(۲)..... آپ فرمادیں کہ ہم اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے اور نہ ہی بناوٹ کرنے والوں میں ہیں۔ یہ قرآن تو جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ (ص۔ آیت ۸۶)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی عظمت یہ کہہ کر اجاگر کر دی کہ قرآن کریم جہانوں کے لیے نصیحت یعنی راہ نمائی ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کی عظمت یہ کہہ کر بڑھا دی کہ ہمارا نبی تبلیغ دین کے لیے اُمت سے یا دُنیا والوں سے کوئی معاوضہ، صلہ یا اجر نہیں چاہتا۔

۱۶ (۳)..... پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محبوب اُن کو فرمادیجیے کہ ہم اپنی

(نبی کی) دعوت و تبلیغ کا تم سے معاوضہ طلب کریں گے اور وہ یہ کہ تم ہمارے قرابت داروں سے محبت کرو۔

سبحان اللہ کتنا عظیم حکم ہے رب کریم کی طرف سے۔ نبی ﷺ کی تبلیغ کا معاوضہ روپے پیسے مال و دولت نہیں بلکہ محسن انسانیت کے قرابت داروں سے امت محبت کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط وَمَنْ يَقْتَرِفْ
حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ط إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

۱۶ (۴)..... آپ فرمائیں میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت داروں کی محبت اور جو نیک کام کرے۔ ہم اس کے لیے اس میں خوبی بڑھائیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔ (الشوریٰ: ۲۳-۲۵۔ ترجمہ کنز الایمان)

انصار مدینہ نے مشاہدہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں تو مال جمع کر کے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں چاہتا اور تمام اموال واپس کر دیے، لیکن قرابت داروں کے حقوق تو تم پر واجب ہیں۔ ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں۔ انہیں ایذا نہ دو۔ اہل قرابت سے کون کون مراد ہیں ان میں زیادہ تر اقوال حضرت علی و حضرت فاطمہ اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہیں۔

تفاسیر کی کتب میں آتا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و آلک وسلم! آپ کے وہ کون قریبی ہیں جن سے موڈت و محبت کو ہمارے لیے واجب قرار دیا گیا ہے“ تو امام الاوین و آخرین ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمہ، علی، حسن و حسین

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

اور ان چاروں کا ذکر کر کے فرمایا هُوَ لَاءِ اَهْلِ الْبَيْتِ یعنی یہ چاروں میرے اہل بیت ہیں۔ (حوالہ جات: اشرف الموبد لآل محمد ۱۲۹، انوار محمدیہ ۴۳۳، زرقانی علی المواہب ۲/۷، خازن معالم ۴/۱۲۲، ابن جریر ۱۴/۲۵، اس کے علاوہ اور بہت سارے) مواہب الدنیہ میں ہے کہ اہل بیت کی محبت مسلمانوں پر فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مودّۃ فی القربیٰ کی آیت اتاری۔

(انوار محمدیہ من المواہب الدنیہ۔ ص ۴۳۳)

علاوہ ازیں بھی بے شمار کتب تفاسیر و احادیث میں اس بات کی تائید موجود ہے کہ آیت قرابت میں جن لوگوں کی محبت فرض اور واجب قرار دی گئی ہے وہ مولائے کائنات حیدر کرار جناب علی، سیدہ فاطمہ الزہراء، جناب حسنین کریمین اور آپ کی اولاد پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ (الببول، از صائم چشتی)

۱۷..... عظمت پانچ تن یا پختن پاک اور عیسائیوں کا مباہلہ سے فرار:

۱۷(۱)..... نجران (یمن) سے نصرانیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا۔ یہ چودہ آدمیوں کی جماعت تھی جو سب کے سب نجران (یمن) کے اشراف تھے۔ اس وفد کی قیادت کرنے والے تین شخص (الف) ابو حارثہ بن علقمہ جو عیسائیوں کا پوپ اعظم تھا (ب) اہیب جو ان لوگوں کا سردار اعظم تھا (ج) عبدالمسیح جو سردار اعظم کا نائب اور ”عاقب“ کہلاتا تھا۔ یہ سب نمائندے نہایت قیمتی اور نفیس لباس پہن کر عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور اپنے قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی نماز ادا کی پھر ابو حارثہ اور ایک دوسرا شخص دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نہایت کریمانہ لہجے میں ان دونوں سے گفتگو فرمائی اور اس طرح مکالمہ ہوا:

حضور نبی کریم علیہ السلام: تم لوگ اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن جاؤ۔

ابو حارثہ: ہم لوگ پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہو چکے ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ السلام: تم لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ تم لوگ صلیب کی پرستش کرتے ہو اور اللہ عزوجل کے لیے بیٹا بتاتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔

ابو حارثہ: آپ لوگ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں کیوں دیتے ہو؟

حضور نبی کریم علیہ السلام: ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا کہتے ہیں؟ آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ کہتے ہیں، حالانکہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ السلام: ہاں، ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور وہ کلمتہ اللہ ہیں جو کنواری مریم کے شکم سے بغیر باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے۔

ابو حارثہ: کیا کوئی انسان بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے؟ جب آپ لوگ یہ مانتے ہیں کہ کوئی انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہیں۔ پھر آپ لوگوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ ہے۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

حضور نبی کریم علیہ السلام: اگر کسی کا باپ کوئی انسان نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کا باپ خدا ہی ہو۔ خداوند تعالیٰ اگر چاہے تو بغیر باپ کے بھی آدمی پیدا ہو سکتا ہے۔ دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کو تو بغیر ماں باپ کے اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمادیا تو جس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمادیا اگر اُس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

۱۷ (۲)..... حضور علیہ السلام کے اس پیغمبرانہ طرز استدلال اور حکیمانہ گفتگو

سے چاہیے تو یہ تھا کہ یہ وفد اپنی نصرانیت کو چھوڑ کر دامن اسلام میں آجاتا مگر ان لوگوں نے حضور علیہ السلام سے جھگڑنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ بحث و تکرار کا یہ سلسلہ بہت دراز ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ
وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا
وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى
الْكَذِبِينَ.

تو آپ کے پاس علم آجانے کے بعد جو لوگ اس میں آپ سے جھگڑا کر رہے ہیں۔ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود آتے ہیں اور تم خود آؤ پھر ہم گرد گردا کر جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں۔

(آل عمران - رکوع ۶)

۱۷ (۳)..... قرآن کی اس دعوت مباہلہ کو ابو حارثہ (پوپ اعظم) نے قبول کر لیا اور طے پایا کہ صبح نکل کر میدان میں مباہلہ کریں گے، لیکن جب ابو حارثہ نصرانیوں کے پاس پہنچا تو اُس نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اے میری قوم! تم لوگوں نے اچھی طرح جان لیا اور پہچان لیا کہ محمد ﷺ نبی آخر الزماں ہیں اور خوب یاد رکھو جو قوم کسی نبی برحق کے ساتھ مباہلہ کرتی ہے اس قوم کے چھوٹے بڑے سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اُن سے صلح کر کے اپنے وطن کو واپس چلو اور ہرگز ہرگز اُن سے مباہلہ نہ کرو۔ چنانچہ صبح کو ابو حارثہ جب حضور اکرم، نبی برحق ﷺ کے سامنے آیا تو دیکھا کہ افضل الانبیاء ﷺ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی انگلی پکڑے ہوئے ہیں اور سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہیں اور آپ ﷺ اُن لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ میں جب دُعا کروں تو تم لوگ ”آمین“ کہنا۔ یہ منظر دیکھ کر عیسائیوں کا پوپ اعظم ابو حارثہ کانپ اٹھا اور کہنے لگا کہ ”اے گروہ نصاریٰ! میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان چہروں کی بدولت پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر چل پڑے، لہذا اے میری قوم! ہرگز ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور زمین پر کہیں بھی کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا“۔ پھر کہنے لگا ”اے ابوالقاسم! ہم آپ سے مباہلہ نہیں کریں گے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے ہی دین پر قائم رہیں“۔ نبی رحمت ﷺ نے ان لوگوں سے کہا ”تم اسلام قبول کر لو تا کہ تم لوگوں کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہو جائیں“۔ نصرانیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تمہارے ساتھ جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں“۔ یہ سن کر نصرانیوں نے کہا کہ ہم عربوں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا ہم اس شرط پر صلح کرتے ہیں کہ آپ ہم نصرانیوں سے جنگ نہ کریں اور ہمیں

اپنے ہی دین پر قائم رہنے دیں اور ہم بطور جزیہ آپ کو ہر سال ایک ہزار کپڑوں کے جوڑے دیتے رہیں گے، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس شرط پر صلح فرمائی اور ان نصرائیوں کے لیے امن و امان کا پروانہ لکھ دیا۔

۱۷ (۴)..... اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نجران (یمین) والوں پر ہلاکت و بربادی آن پہنچی تھی، مگر یہ لوگ بچ گئے۔ اگر یہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن جاتے اور ان کی وادی میں ایسی آگ بھڑک اٹھتی کہ نجران کی کل آبادی یہاں تک کہ چرند و پرند جل بھس کر راکھ کے ڈھیر بن جاتے اور روئے زمین کے تمام عیسائی سال بھر میں فنا ہو جاتے۔

(روح البیان، جلد ۲، ص ۲۳۔ عجائب القرآن، ص ۵۷-۶۰)

۱۷ (۵)..... اس سے معلوم ہوا کہ اگر رسول اکرم ﷺ مباہلہ کرنے والوں کے لیے دُعا یا بددُعا کرتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق آمین کہتے اور نصرائی ہلاکت میں پڑ جاتے۔

۱۷ (۶)..... قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کے سورہ الشوریٰ میں اور سورہ آل عمران میں اہل بیت کے متعلق احکامات پنجتن پاک کے اعلیٰ مقام اور ان کے اعلیٰ مراتب کی نشان دہی کرتے ہیں۔ جن قرابت داروں اور اہل بیت کی عزت و محبت کا اللہ تعالیٰ درس دے اور اُس کا نبی دین کے متعلق اہم فیصلہ کرنے کے لیے دُعا کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دے۔ ان پنجتن پاک کی شان کے کیا کہنا۔ ان عالی مراتب کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے حافظ نے کہا ”میں تو پنجتن کا غلام ہوں“۔

۱۷ (۷)..... میں تو پنجتن کا غلام ہوں:

میں تو پختن کا غلام ہوں، میں مرید خیر الانام ہوں
 مجھے عشق سروشن سے ہے، مجھے عشق سارے چمن سے ہے
 مجھے عشق ان کی گلی سے ہے، مجھے عشق ان کے وطن سے ہے
 مجھے عشق ہے تو علی سے ہے، مجھے عشق ہے تو حسن سے ہے
 مجھے عشق ہے تو حسین سے، مجھے عشق شاہ زمن سے ہے
 میرا شعر کیا میرا ذکر کیا، میری بات کیا میری فکر کیا
 میری بات ان کے سبب سے ہے، میرا شعر ان کے ادب سے ہے
 میرا ذکر ان کے طفیل سے، میری فکر ان کے طفیل سے
 کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا، کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا
 ہوا کیسے تن سے وہ سر جدا، جہاں عشق ہو وہیں کربلا
 میری بات انہی کی بات ہے، میرے سامنے وہی ذات ہے
 وہی جن کو شیر خدا کہیں، جنہیں بابِ صل علی کہیں
 وہی جن کو آلِ نبی کہیں، وہی جن کو ذاتِ علی کہیں
 وہی پختن ہیں میں تو خام ہوں

(حافظ)

۱۷ (۸)..... پختن کا غلام ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔ جو پختن کی غلامی

میں آجائے اُس سے بڑا خوش نصیب کوئی نہیں، کیونکہ یہ پانچوں عظیم ہستیاں اللہ
 عزوجل کی بارگاہ میں انتہائی مقبول و مقرب ہیں۔ ان عظمت والی ہستیوں سے بڑھ کر
 اور کوئی مقرب بارگاہ ایزدی نہیں ہو سکتا۔

۱۷ (۹)..... میرے مرشدِ عظیم حضرت مجیب احمد، قطب الاقطاب غوث الکبیر

فرماتے ہیں ”ذکر نبی ﷺ عبادت اور ثواب ہے“ یعنی ۔

ذکر نبی میں دن جو گزرے، وہ دن سب سے بہتر ہے

یاد نبی میں رات جو گزرے، اس سے بہتر رات نہیں

اور فرماتے ہیں ”ذکر اولیاء گناہوں کا کفارہ ہے۔“

پنجتن پاک سے بڑھ کر اللہ کا دوست، اللہ تعالیٰ کا ولی، پیارا، محبوب اور کون ہو سکتا ہے؟ اس لیے پنجتن پاک کا ذکر چاہے قول سے ہو، زبانی ہو، تحریری ہو، گھر میں ہو، مسجد میں ہو، تنہائی میں ہو یا مجمع میں ہو، ذکر ہی کہلائے گا۔ بس جس نے خلوص دل سے، نیک نیتی سے پنجتن پاک کی سیرت پر کچھ بولا یا لکھا اس نے نجات کی راہ پالی۔ کتاب ”سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا“ میں دونوں باتیں ہیں۔ ذکر محمد عربی ﷺ بھی ہے اور ذکر شہنشاہان اولیاء کرام، پنجتن پاک بھی ہے۔ اس لیے اس کتاب کا پڑھنا اور لکھنا عبادت و ثواب بھی ہے اور گناہوں کا کفارہ بھی۔

۱۸..... فقر، سخاوت اور جود و کرم:

سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی تمام بہنیں کھاتے پیتھے گھرانوں میں بیاہی گئی تھیں۔ وہ بھی عبادات و ریاضات میں اُس دور کی خواتین سے کسی بھی طرح پیچھے نہیں تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع تھے۔ اہل مکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اپنا مال تجارت انہیں دے کر فروخت کے لیے دوسرے ملکوں میں بھیجا کرتے تھے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، آپ دونوں کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان بنات رسول مقبول ﷺ کے شوہر مال دار تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ شروع ہی سے نبی کریم ﷺ کی کفالت میں رہے، دین اسلام کی تبلیغ اور کفر کے خلاف جنگوں میں حصہ لیتے، دنیاداری میں کم حصہ لیتے، اتنا رزق حلال کماتے جو ضروریات زندگی کے لیے ناکافی ہوتا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ سیدتنا فاطمہ

الزہرا رضی اللہ عنہا اور آلِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی کا بیشتر حصہ فقر و فاقہ میں ہی گزرا۔

۱۸ (الف)..... جنت کا کھانا:

قرآن مجید فرقان الحمید کی سورہ آل عمران کی آیت ۳۶ کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنابہ مریم علیہ السلام کو جبکہ وہ اپنی عبادت گاہ میں رہتی تھیں، جنت کا رزق دیا جاتا تھا ”جب زکریا اُس کی عبادت گاہ میں جاتے تو وہاں نیا رزق پاتے۔ فرماتے یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ جواب دیا اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر حساب کے دیتا ہے۔“

۱۸ (ب)..... جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ کے لیے جنت کا کھانا:

سورہ آل عمران کی آیت ۳۶ کی تفسیر کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت مریم کو جو رزق دیا جاتا تھا وہ جنت کے پھل ہوتے تھے اور اسی مقام پر مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جنابہ سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے غیب سے پکا پکایا گوشت اور روٹیاں آئیں۔ سرکارِ دو عالم محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک قحط کے زمانے میں جنابہ فاطمۃ الزہرا کے پاس پکا ہوا گوشت اور روٹیاں آئیں اور پھر ہم نے گوشت اور روٹی کو ایک جگہ ملا دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم تھا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تاہم آپ نے فرمایا ”بیٹی یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا؟“ تو جنابہ فاطمۃ الزہرا نے عرض کیا کہ ”ابا جان یہ اللہ عزوجل کے پاس سے آیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر حساب کے دیتا ہے۔“ بیٹی کا جواب سن کر سید دو عالم ﷺ نے فرمایا ”سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مثال قائم فرمائی۔ پھر آپ نے جناب علی، حسن و حسین و دیگر اہل بیت کو جمع فرمایا حتیٰ کہ تمام سیر ہو گئے، مگر کھانا پھر بھی

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

ویسے ہی رہا اور پھر وہ کھانا جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا۔ (تفسیر کشاف، جلد اول، صفحہ ۳۵۹)

۱۸ (ج)..... یہ دُعا تھی:

جناب صائم چشتی ”البتول“ میں لکھتے ہیں۔ یہی واقعہ دیگر کتب تواریخ و سیر میں اس طرح مرقوم ہے کہ امام الانبیاء ﷺ ایک روز اپنی لخت جگر بیٹی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ تعظیم کے لیے اٹھیں۔ محمد عربی ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر فرمایا ”بیٹی کیسا حال ہے؟“ عرض کیا ”میں اور بچے تین روز کے بھوکے ہیں“۔ امام الانبیاء ﷺ کے دل پر اک چوٹ سی لگی اور پھر بارگاہِ خداوندی میں دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ”یا اللہ! محمد و اہل بیت محمد پر رزق نازل فرما جیسے تُو نے مریم بنت عمران پر نازل فرمایا“۔ محبوبِ خدا کی دُعا مقبول و مبرور ہوئی، جواہر نگار برتنوں میں پکا پکایا خوانِ نعمت بارگاہِ بنت رسول مقبول ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ دُعا کے بعد حضور ﷺ نے سیدہ کو مخاطب کر کے فرمایا ”ذرا اپنی کوٹھڑی میں تو نگاہ کرو کہ تمہیں کیا نظر آتا ہے؟“۔ جنابہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روانہ ہوئیں تو آپ کے پیچھے حسنین کریمین بھی چلے گئے۔ کوٹھڑی میں جواہر نگار پیالہ ترید سے بھرا ہوا اور اُس کے اوپر پکے ہوئے گوشت کا ٹکڑا رکھا ہے۔ جنابہ سیدہ نے یہ کھانے بابا جان کی خدمت میں پیش کر دیے۔ پھر جناب علی، سیدہ فاطمہ، حسنین کریمین نے اس غیبی کھانے کو تناول فرمایا۔

(معارج النبوت، جلد ۲، صفحہ ۱، روضۃ الشهداء، صفحہ ۹۷)

۱۹..... سخاوت یا جو دو کرم:

جب کوئی شخص اپنا مال و زر بہت زیادہ مقدار میں ضرورت مندوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر تقسیم کرے تو اُسے سخی کہا جاتا ہے اور اُس کے اُس

نیک عمل کو سخاوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عام طور سے سخی اپنی ضروریات اور روزمرہ استعمال سے زیادہ وافر مقدار میں دولت ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا ہے، لیکن اپنی طرز زندگی پر استعمال ہونے والی دولت و مال و زر راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پر تعیش زندگی میں فرق نہیں آنے دیتا۔ سخاوت کی دنیا میں حاتم طائی کا نام ضرب المثل بن چکا تھا، لیکن اُس نے بھی سخاوت کے باوجود اپنی پر تعیش زندگی کا انداز برقرار رکھا۔

۱۹ (الف)..... اس کے برعکس جو دو کرم کے عمل میں بندہ اپنی بنیادی ضروریات کی چیزیں بھی اللہ عزوجل کے نام پر خرچ کر دیتا ہے اور خود فقر و فاقہ، تنگ دستی و عُسرت میں زندگی گزار دیتا ہے۔ جو دو کرم کا یہ عمل ایک دو دن نہیں بلکہ پوری زندگی پر محیط ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ Hand to mouth رہتا ہے۔ صبح کو مل گیا تو شام کی فکر اور رات کو کھالیا تو صبح اللہ دے گا۔ توکل اور بھروسہ کے سہارے زندہ رہتا ہے۔ قناعت پسندی اور صبر کا دامن تھام کر زندگی گزارنے سے قربِ خداوندی حاصل کر لیتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیں جہاں سخاوت کی حدود ختم ہوتی ہیں وہیں سے جو دو کرم شروع ہوتا ہے۔

۱۹ (ب)..... لقب ”بتول“ کی رعایت سے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی کا بیشتر حصہ فقر و فاقہ، تنگ دستی و عُسرت میں گزرا۔ آپ نے زندگی کے تمام مصائب خندہ پیشانی سے برداشت کیے۔ آپ خود چلکی سے آٹا پیس کر گھر کی ضروریات کے لیے استعمال میں لاتیں۔ پانی خود کنویں سے بھر کر لاتیں۔ ”راضیہ“ ہونے کی نسبت سے نہایت متقی و پرہیزگار تھیں۔ حیاتِ مبارکہ کا بڑا حصہ زہد و تقویٰ میں گزرا۔ صبر و استقلال کی آپ خود اپنی مثال تھیں۔ آپ کے جو دو کرم کی قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی۔ اس واقعے کی مفسرین نے دو طرح سے تفسیر و تعبیر

بیان فرمائی۔ پہلی تعبیر کچھ اس طرح سے ہے۔

۱۹(ج)..... کتبِ تفاسیر میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ شہزادی رسول مقبول ﷺ،

سیدہ بتول کے دونوں صاحبزادے سیدنا حسن اور سیدنا حسین بیمار ہو گئے۔ امام الانبیاء ﷺ نے روزوں کی منت ماننے کا ارشاد فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جناب علی رضی اللہ عنہ اور جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے تین روزے رکھنے کی منت مانی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے صاحبزادگانِ بتول کو جلد ہی شفا عطا فرمادی۔

۱۹(د)..... گھر میں فاقوں کی وجہ سے پہلے ہی روزوں جیسا معاملہ تھا۔ تاہم

روزوں کے لیے سحری و افطاری کا اہتمام ضروری تھا، مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ دونوں عالم کے تاجدار کی پیاری بیٹی کے گھر میں اس قدر آٹا بھی موجود نہ تھا کہ روزے رکھنے اور افطار کرنے کے لیے چند روٹیاں ہی پکالی جائیں۔

۱۹(ذ)..... تاجدارِ ہل آئی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ، شمعون

یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے تین صاع جو ادھار لا کر جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو پیش کیے۔ رسولِ معظم کی لاڈلی بیٹی نے وہ جو صاف کیے اور چکی میں پیسا۔ تیسرا حصہ آٹا تیار ہو گیا تو خاتونِ جنت نے اُسے گوندھ کر پانچ روٹیاں پکائیں۔ سیدہ کے پاس فضہ کنیز تھی اور وہ بھی روزہ سے تھی۔ مغرب کے وقت روزہ افطاری کی تیاری ہو رہی تھی کہ دروازہ پر سائل نے صدا لگائی ”السلام علیکم یا اہل بیت محمد! مسکین ہوں، روٹی کا سوال ہے“ اہل بیت رسول سے سوال کیا گیا تھا جو انکار نہیں کرتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے حصے کی روٹی اٹھائی اور سائل کی طرف چلے تو مجسمہ ایثار و سخاوت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”سرتاج! یہ میرے حصے کی روٹی بھی سائل کو عطا کر دیجئے“۔ آپ نے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روٹی لی تو کنیز فضہ نے عرض کیا ”آقا، میری بھی تربیت آپ ہی کے زیر

سایہ ہو رہی ہے۔ میرے ہتھے کی روٹی بھی سائل کو عطا فرمادیں۔ والدین کی شانِ سخاوت و جود و کرم دیکھ کر جناب حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنی اپنی روٹی پیش کر دی۔ پانچ روٹیاں ہی پکائی گئیں تھیں اور پانچوں ہی سائل کو عطا فرمادی گئیں اور خاندانِ مصطفیٰ ﷺ پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گیا۔

۱۹ (س)..... دوسرے روز پھر روزہ تھا۔ جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ

عنہا نے پھر تیسرا حصہ جو لے کر آٹا پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں۔ افطاری کا وقت قریب آیا تو دروازہ پر سائل نے آواز دی ”السلام علیکم یا اہل بیت محمد ﷺ۔ یتیم ہوں، اللہ کے نام پر روٹی کا سوال ہے۔“ اہل بیت نے پہلے دن کی طرح عمل دہرایا اور اپنی اپنی روٹی سائل کو عطا فرمادی اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے عبادت شروع کر دی۔

۱۹ (ش)..... آج تیسرا اور منت کا آخری روزہ ہے۔ تیسرا حصہ جو باقی

پڑے ہوئے تھے۔ سیدۃ النساء العالمین نے وہ جو چکی میں پیسے اور اُس آٹے سے پانچ روٹیاں پکالیں۔ افطاری کے وقت کا انتظار ہونے لگا تو باہر سے آواز آئی ”یا اہل بیت محمد ﷺ! قیدی ہوں، روٹی کا سوال ہے۔“ کوئی آج کے دور کا دنیا دار ہوتا تو چیخ پڑتا یہ کیا مصیبت ہے۔ روزانہ افطاری کے وقت بھکاری آجاتا ہے۔ جاؤ بابا معاف کرو، مگر یہ خاندانِ رسول مقبول ﷺ کا معاملہ تھا۔ ایثار و قربانی اور عطا و سخا کے پیکر جود و کرم کے رسیا۔ کسی کے ماتھے پر بل تک نہ آیا، شکن تک نہ پڑی۔ پہلے اور دوسرے دن کی طرح سب نے اپنے اپنے ہتھے کی روٹیاں سائل کو عطا فرما کر مصروفِ عبادت ہو گئے۔

۱۹ (ع)..... پہلے بھی فاقوں پر فاقے ہوتے تھے لیکن اب تو مسلسل تین دن

سے فاقے جاری تھے اور وہ بھی روزوں کے دوران نقاہت جسمانی بڑھ چکی تھی۔ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں شہزادوں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو انگلی سے پکڑا اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گئے۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

سرور کائنات ﷺ مسجد نبوی کی محراب میں تشریف فرما تھے۔ بھوک کی شدت سے نواسوں کو لڑکھڑاتے دیکھا تو بے قرار ہو گئے۔ اسی عالم میں نزولِ وحی شروع ہو گیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ علیک وآلہ وسلم! آپ کی اہل بیت کے امتحان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں ہی مسلسل تین روز سے مسکین، یتیم اور قیدی بن کر حاضر ہوا تھا اور اب اس ایثار کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ انعام لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے:

ترجمہ: ”اور کھانا کھلاتے رہتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے۔ ہم تو تمہیں بس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں، اور نہ تم سے اُس کا عوض چاہیں نہ شکر یہ۔ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف سے اندیشہ رکھتے ہیں ایک تلخ اور سخت دن کا۔ سو اللہ اُن کو اُس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور اُن کو تازگی اور خوشی عطا فرمائے گا“۔ (الدھر۔ آیت: ۸-۱۰)

تفاسیر کبیر الرّازی، تفسیر مدارک، تفسیر نیشاپوری اور اس کے علاوہ متعدد تفاسیر مبارکہ میں سورہ دھر کی ان آیات مقدسہ کا تقریباً یہی شانِ نزول بتایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کی عالی مرتبت شہزادی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جذبہ سخاوت جو دو کرم کا احاطہ و استیعاب کیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ آپ نے اپنے والد گرامی (ﷺ) سے تربیت ہی یہ حاصل کی تھی کہ خود بھوکا رہنا پڑتا ہے تو رہ لو مگر سائل کو دروازے سے خالی نہ لوٹاؤ۔

(البقول: از صائم چشتی)

۱۹ (ف)..... محترمہ نصرت فاطمہ عطاری ”قابلِ تقلید خواتین“ میں اسی

واقعی کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس طرح بیان کرتی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساری رات باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر چکی پر پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا ”میں بھوکا ہوں“۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اُسے دے دیا۔ پھر باقی اناج کا کچھ حصہ لے کر پیسا اور کھانا پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دست سوال دراز کیا۔ وہ سب کھانا اُسے دے دیا۔ پھر باقی اناج چکی میں پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اتنے میں ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اُس کو دے دیا۔ غرض سب اہل خانہ نے اُس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو اُن کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

”اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔“

(الدھر۔ آیت: ۸)

۲۰..... سخاوت یا جو دو کرم کا ایک اور قصہ:

ایک اور قصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ سیدہ خود اور حسنین کریمین تین دن سے بھوکے تھے لیکن انہوں نے نو مسلم بوڑھے ضعیف کو کھانا کھلایا اور خود اور بچوں کو تین دن کے فاقے کے باوجود بھی کھانا نہیں کھلایا۔ یہ قصہ اس طرح شروع ہوتا ہے۔ ایک دفعہ قبیلہ بنو سلیم کا ایک بوڑھا ضعیف آدمی مسلمان ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے اُسے دین متین کے ضروری مسائل بتائے، پھر اُس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے۔ اس نے کہا ”خدا کی قسم بنی سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غریب اور فقیر میں ہی ہوں“۔ نبی رحمت ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھا اور فرمایا ”تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا“۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کہا ”یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

اُونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔“ نبی رحمت ﷺ نے پھر فرمایا ”تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے۔“ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اپنا عمامہ اُتار کر اس اعرابی کے سر پر سجا دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے۔“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو ساتھ لیا اور اُس کی خوراک کا انتظام کرنے کے لیے چلے گئے۔ چند گھروں سے دریافت کیا کہیں کچھ نہ ملا۔ پھر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا ”کون؟“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور التجا کی کہ ”اے اللہ کے سچے رسول ﷺ کی بیٹی اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے۔“

۲۰ (الف)..... سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا ”اے سلمان! خدا کی قسم آج ہم سب کو تیسرا فاقہ ہے، دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں، لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر یہودی شمعوں کے پاس لے جاؤ اور کہو فاطمہ بنت محمد ﷺ کی یہ چادر رکھ لو اور اس غریب کو تھوڑی سی کھانے کی چیز دے دو۔“

۲۰ (ب)..... حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اعرابی کو ساتھ لے کر یہودی شمعوں کے مکان پر پہنچے۔ اُس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ حیران رہ گیا اور پکار اٹھا ”اے سلمان! خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر تورات میں دی گئی ہے، گواہ رہنا میں فاطمہ کے باپ محمد ﷺ پر ایمان لایا۔“ اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہ کو واپس بھیج دی۔ وہ لے کر اُن کے پاس پہنچے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے اناج چکی میں پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیے روٹی پکا کر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دی۔ انہوں نے کہا اس میں سے کچھ بھوکے بچوں کے لیے رکھ لیجئے۔“ جواب دیا ”سلمان! جو چیز خدا عزوجل کی

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

راہ میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں“ (مولف کے نزدیک، سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا یہ نیک عمل سخاوت سے بھی بڑھ کر ہے اور جو دو کرم کی انتہا ہے)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روٹی لے کر حضور اکرم، نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محسن انسانیت ﷺ نے وہ روٹی اعرابی کو دی اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اُن کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا، آسمان کی طرف دیکھا اور دُعا کی ”بارِ اَلہ! فاطمہ تیری کنیز ہے۔ اس سے راضی رہنا۔“

۲۱..... قصہ چالیس اونٹوں کا:

ایک مرتبہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ”چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟“ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہِ خدا میں خرچ کر دوں۔“

پتا چلا اللہ والیاں سب ہی کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتی ہیں۔

۲۲..... پیوند والا لباس:

ایک مرتبہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اُس میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ جاری ہے۔ حضور اکرم ﷺ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا ”فاطمہ! دُنیا کی تکالیف کا صبر سے مقابلہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر۔ اللہ تمہیں نیک اجر دے گا۔“

۲۳..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عبادت:

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فقر و غنا کے ساتھ ساتھ کمال درجہ کی عابدہ

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

بھی تھیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ماں کو صبح سے شام تک عبادت کرتے اور خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے دیکھا لیکن انہوں نے کبھی بھی اپنی دُعاؤں میں اپنے لیے کوئی دُعا نہ کی۔ ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں لیکن علالت میں بھی رات بھر عبادت میں مصروف رہیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے مسجد گئے تو سیدہ بھی نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں، نماز سے فارغ ہو کر چکی پیسنے لگیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپسی پر آپ کو چکی پیتے دیکھا تو فرمایا ”اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اتنی مشقت نہ اٹھایا کرو۔ تھوڑی دیر آرام کر لیا کرو، کہیں زیادہ بیمار نہ ہو جاؤ“۔ جواباً فرمایا ”خدا کی عبادت اور آپ کی اطاعت مرض کا بہترین علاج ہے“۔ اگر ان میں سے کوئی موت کا باعث بن جائے تو اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی اور کیا ہوگی۔“

۲۴..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شجاعت:

غزوہ احد میں محبوب رب العالمین ﷺ دشمن کے وار سے شدید زخمی ہو گئے اور یہ خبر پھیل گئی کہ خدا نخواستہ آپ ﷺ جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب مدینہ طیبہ میں خبر پہنچی تو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور چند دوسری خواتین احد کے جنگ کے میدان میں پہنچ گئیں۔ حضور اکرم ﷺ کو زندہ و سلامت دیکھ کر سب کی جان میں جان آئی لیکن اپنے والد محترم کو زخمی حالت میں دیکھا تو بہت پریشان ہوئیں۔ اپنے والد محترم، عظیم سپہ سالار کے زخموں کو بار بار دھوتی تھیں لیکن پیشانی کے زخم سے خون نہ تھمتا تھا۔ پھر یہ تدبیر کی کہ کھجور کی چٹائی جلا کر زخم میں بھردی جس سے خون بہنا بند ہو گیا اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ یہ حالت دیکھ کر جنابہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پریشانی بڑھ گئی۔ پھر آپ نے جلدی سے ایک کپڑا جلایا اور اس کی راکھ زخموں میں بھردی۔ راکھ کا بھرنا تھا کہ خون بہنا بند ہو گیا اور آپ کو تھوڑا سا اطمینان نصیب ہو گیا۔

پڑھنے والے ذہن میں رکھیں کہ جلے ہوئے کپڑے کی راکھ بھرنے سے بہتا ہوا خون بند ہو جاتا ہے اور یہ جنابہ سیدہ کا مجرب نسخہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی طبی صلاحیتوں کی نشان دہی بھی کرتا ہے۔ (مدارج النبوت، جلد ۲، ص ۲۶)

۲۵..... قیامت کے دن کی ذمہ داری:

زخموں میں راکھ بھرنے کے بعد جنابہ سیدۃ النساء العلمین نے ان خواتین میں سے ایک کی، جو آپ کو جنگ احد کے میدان میں لائیں تھیں، اپنے ابا جان کے حضور سفارش فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا ”اے نیک خاتون، میری بیٹی سے کیا توقع رکھتی ہو۔ جو مانگوگی دیا جائے گا۔“ تو اس عورت نے دست بستہ عرض کیا کہ ”اے تاجدارِ دو عالم بس میری یہی خواہش ہے کہ قیامت کے دن میری دستگیری فرمائی جائے اور مجھے فراموش نہ کیا جائے۔“ آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا تو جنابہ سیدہ نے عرض کیا ”ابا حضور! یہ اجازت چاہتی ہے تاکہ اپنے خاندان کے شہدا کے لاشے دیکھ سکے“ چنانچہ اسے اجازت مرحمت فرمادی گئی۔

(روضۃ الشهداء۔ صفحہ ۶۱)

۲۶..... نبی کریم ﷺ کی سیدہ فاطمہ سے محبت:

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ عبدالرحمن بن ابونعیم رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق ”جنت کی عورتوں کی سردار حضرت مریم علیہ السلام پھر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا (فرعون کی بیوی) ہیں۔“

صداقت اور راست گوئی میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا کوئی

جواب نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نے فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا البتہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک اس سے استثناء رکھتی ہے۔“

۲۶ (الف)..... نبی کریم ﷺ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کی خدمت میں تشریف لائیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور سیدہ کی پیشانی چومتے اور اپنی جگہ پر سیدہ کو بٹھاتے۔ نبی برحق ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی اور سے اتنی محبت نہیں تھی، حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور بھی بہنیں تھیں جو ذہین، خوبصورت اور معاملہ فہم تھیں، لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کی اتنی محبوب صاحبزادی ہوتے ہوئے بھی آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی بھی کوئی دنیاوی فائدہ نہیں اٹھایا۔

۲۶ (ب)..... حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نہایت متقی و پرہیزگار تھیں۔ آپ کی زندگی کا زیادہ تر وقت زہد و قناعت اور عسرت و تنگی میں گزرا۔ چکی سے آٹا پیس کر روٹی پکاتیں جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے۔ پانی کا مشکیزہ خود بھر کر لاتیں جس کی وجہ سے پشت پر اور شانوں پر نشان پڑ جاتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حالت دیکھ کر ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”رسالت مآب ﷺ سے ایک خادم مانگ لو، کیوں کہ فتوحات میں مالِ غنیمت اور غلام آرہے ہیں۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدہ ابوالقاسم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور سلام عرض کر کے بیٹھ گئیں، مگر شرم کے مارے اپنی درخواست بیان نہ کر سکیں اور چپ چاپ ہی واپس گھر آ گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا ”جس کام کے لیے گئیں تھیں اس

کا کیا ہوا؟“۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بتایا ”مجھے شرم آگئی اور بیان نہ کر پائی“۔ لہذا اس مرتبہ دونوں میاں بیوی خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے اور مدعا بیان فرمایا۔ ان کی بات سن کر محسنِ انسانیت گویا ہوئے ”بخدا“ میں تم دونوں کو کوئی جنگی قیدی دے کر اہل صفہ کی حق تلفی نہیں کرنا چاہتا جو فقر و فاقہ کرتے ہیں اور نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ جنگی قیدیوں کو فروخت کر کے اہل صفہ کی ضروریات پر صرف کروں گا۔“ میں تمہیں اس سے بہتر عمل بتاتا ہوں“۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”فرمائیے“۔ ارشادِ گرامی ہوا ”ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور رات کو یہی کلمات ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ بار پڑھ لیا کرو یہی تمہارے بہترین خادم ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے ”کیا ہم تمہیں ایک ایسی چیز نہ عطا کریں جو غلاموں اور کنیزوں سے بہتر ہے“ اور فرمایا ”بیٹی ہر روز سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔“

۲۲ (ج)..... آپ ﷺ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے تعلقات میں خوشگواری پیدا فرمانے کی کوشش فرماتے تھے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں کبھی کوئی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ دونوں میں صلح کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے اور صلح کرادی، گھر سے مسرور نکلے لوگوں نے پوچھا آپ گھر میں گئے تھے اور حالت تھی اور اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرادی ہے جو مجھ کو محبوب تر ہیں۔

۲۶ (د)..... ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ پر کچھ سختی کی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت لے کر چلیں۔ پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”بیٹی! تم کو خود

سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بی بی کے ساتھ خاموش چلا آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے کہا ”اب میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کروں گا۔“

۲۶ (ذ)..... جس طرح نبی کریم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خوشی سے خوش ہوتے۔ اسی طرح ان کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتے اور آپ ان کے گھریلو امور کا بہت اہتمام سے خیال فرماتے۔

۲۶ (س)..... ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اس بات کا پتا چلا تو آپ فوراً نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ”آپ کی قوم یہ سمجھتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے معاملے میں غصہ نہیں ہوتے اور یہ علی، ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔“

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا: ”آل ہشام، علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھ سے اجازت مانگتی ہے لیکن میں اجازت نہ دوں گا اور کبھی نہ دوں گا۔ البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ جس نے اُس کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی۔“ (مسلم، ج ۲، ص ۷۸۷)

حضرت فاطمہ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں۔ آپ نے اپنی پیاری بیٹی کے لیے ارشاد فرمایا: ”فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اُس کو ناراض کرے گا مجھ کو ناراض کرے گا۔“ (بخاری، ج ۱، ص ۵۳۳)

۲۷..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والد گرامی سے محبت:

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو تاج الانبیاء، نبی رحمت ﷺ سے بے

پناہ محبت تھی۔ روایت میں آتا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے اپنی لاڈلی بیٹی صاحبزادی سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا۔ والد گرامی کا پیغام ملا تو تاجدارِ دو عالم کی عالی قدر صاحبزادی اسی وقت حاضر خدمت ہو گئیں۔ رسول اکرم ﷺ نے پیاری اور لاڈلی بیٹی کو دیکھا تو فرمایا ”مرحبا بنتی (اے میری بیٹی آ جاؤ)“ اور پھر آپ ﷺ نے اپنی شہزادی کو اپنے پہلو میں بٹھا کر آہستہ سے کان میں کچھ کہا جسے سن کر جنابہ سیدۃ النساء العالمین رونے لگیں۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے دوبارہ آپ کے کان میں کچھ کہا تو جنابہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مسکرانے لگیں۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے پہلے رونے اور پھر مسکرانے کی وجہ پوچھی تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ ایک راز کی بات ہے۔ پھر خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کے وصال کے بعد بنتِ رسول مقبول ﷺ نے اس راز کو کھولا اور بتایا کہ اباجان نے پہلے تو مجھے یہ ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے مگر اس سال دو دور کیے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا وقتِ وصال قریب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد سنتے ہی میں نے رونا شروع کر دیا اور دوسری بار والد گرامی قدر ﷺ نے یہ بشارت سنائی کہ بیٹی! میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم ہی ہمارے ساتھ ملاقات کرو گی، چنانچہ اس خوش خبری کی وجہ سے میرے آنسو مسکراہٹ میں بدل گئے۔

۲۷ (الف)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے نبی رحمت ﷺ کی نصیحت:

ایک روایت کے مطابق، سرورِ کائنات ﷺ کے مرض کی حالت میں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی آخر ﷺ کی خدمت میں التماس کی کہ مجھے کچھ نصیحت

فرمائیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”اے عائشہ! تمہارے لیے یہ نصیحت ہے کہ اپنے گھر کی گوشہ تہائی میں بیٹھ کر زندگی بسر کرنا اور عروۃ الوثقیٰ اور صبر و ضبط کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوڑنا، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور سرور کائنات ﷺ کی آنکھیں بھی اشکوں سے لبریز ہو گئیں اور ان کے مصائب کے خیال سے سینہ جلنے لگا۔

۲۷ (ب)..... غمِ اُمّت:

جناب رسول اللہ ﷺ کو اشکبار دیکھ کر اُمّ المؤمنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ آپ تو ہر جرم و گناہ سے منزہ و پاک ہیں، پھر آپ گریہ و زاری کیوں فرماتے ہیں؟“ آپ ﷺ نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اے ام سلمہ! میں اپنے لیے نہیں، اپنی اُمّت پر رحمت و شفقت کی وجہ سے اشکبار ہوں۔“

۲۷ (ج)..... آپ ﷺ سے اب کہاں ملاقات ہوگی:

نبی رحمت ﷺ کے اس ارشاد کے بعد جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں قیامت کے روز آپ کو کہاں مل سکوں گی؟“ رحمت عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بیٹی مجھ سے جنت میں ملاقات کرنا یا لواءِ حمد کے نیچے ملنا کیونکہ میں اُس وقت اپنی اُمّت کے گناہوں کی مغفرت کے لیے مصروف استغفار ہوں گا۔“ جنابہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ”اگر وہاں ملاقات نہ ہو سکی تو پھر کس جگہ ملاقات ہوگی؟“ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا ”پھر میں حوضِ کوثر پر اپنی اُمّت کو پانی پلاتا ہوا ملوں گا۔“ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کیا ”اباجان اگر وہاں پر بھی ملاقات نہ ہو سکی تو؟“ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ”پھر مجھے پلِ صراط پر ملنا یا میزان کے قریب ملاقات کرنا کیوں کہ میں وہاں اپنی اُمّت کے گناہوں کو اپنی دُعاؤں سے وزن کر کے اُمّت کی مغفرت و بخشش کروا رہا ہوں گا۔“ جنابہ سیدہ نے مکرر عرض

کیا کہ ”اباجان اگر وہاں پر شرفِ زیارت حاصل نہ ہوا تو پھر کہاں ملاقات ہوگی؟“
رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا ”پھر میں دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو کر اپنی اُمت کو
آگ کی تپش سے بچا رہا ہوں گا۔“ جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، والد گرامی
کے ان ارشادات کو سن کر خوش ہو گئیں۔

(معارج النبوت، جلد ۴، صفحہ ۲۷۶)

قارئین کرام آپ نے دیکھا کہ جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے
اپنے والد گرامی قدر جناب رسول اللہ ﷺ سے باوجود کہ آپ کے سخت علیل ہونے کے،
طویل گفتگو قیامت کے دن ملاقات کے حوالے سے فرمائی۔ یہ گفتگو متعدد رموز و اسرار
کا آئینہ دار ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ان سوالات و جوابات سے قطعی طور پر واضح ہو جاتا
ہے کہ تاجدارِ انبیاء ﷺ کی لامتناہی قوتوں کا (اللہ کی عطا سے) اظہارِ مکمل طور پر قیامت
کے دن ہوگا جبکہ آپ اُمت کی شفاعت کے لیے سرگرم ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ
شہزادی کونین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا اپنے والد گرامی سے بار بار سوال کرنا اور
آپ ﷺ کا علالت کے باوجود بغیر کسی تردد کے جواب عنایت فرمانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ
اُمت کو معلوم ہو جائے کہ ان کا برگزیدہ نبی محمد ﷺ اپنی اُمت کی بھلائی کے لیے
قیامت کے دن کس قدر متفکر ہوگا۔

۲۷ (و)..... آمد جبرائیل علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنے حبیب ﷺ کے
وصال مبارک سے تین یوم پہلے ارشاد فرمایا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرو کہ عزرائیل علیہ السلام، آپ ﷺ کی
روح قبض کرنے کے لیے حاضر خدمت ہو جائیں۔ چنانچہ حکم پروردگار، جبرائیل امین
علیہ السلام، محبوبِ کبریا ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! بے

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے فضیلت و اکرام اور خصوصیت کے لیے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ پس آپ ﷺ نے مجھے کس حال میں پایا ہے“ تو سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ہم نے تمہیں غمزدہ اور کرناک حالت میں پایا ہے۔“ جبرائیل علیہ السلام یہ سن کر واپس چلے گئے۔ دوسرے روز پھر جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! بحکم باری تعالیٰ، عزرائیل علیہ السلام آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ نہ تو انہوں نے پہلے کسی سے اجازت طلب کی ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے سوا کسی سے اجازت طلب کریں گے“ تو سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا ”اجازت ہے“۔ پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے اجازت ملنے پر عزرائیل علیہ السلام ایسے ہی داخل نہیں ہو گئے بلکہ حجرہ رسول ﷺ کے باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی، کیونکہ عزرائیل علیہ السلام جانتے تھے کہ حجرہ رسول کریم ﷺ میں ایک ایسی پردہ دار خاتون تشریف فرما ہیں جن کے سر کا ایک بال بھی ساری عمر پردے سے باہر نہیں رہا۔

۲۷ (ذ)..... طلب کرتے ہیں اجازت زہرا رضی اللہ عنہا سے
عزرائیل:

روایات میں آتا ہے کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کا یومِ وصال آیا تو اللہ جل شانہ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ زمین پر میرے محبوب ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور اس بات کی احتیاط رکھنا کہ میرے محبوب ﷺ کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں داخل نہ ہونا اور جب تک میرا محبوب ﷺ اجازت نہ دے اُس وقت تک ان کی رُوح قبض نہ کرنا۔ چنانچہ ملک الموت کئی ہزار فرشتوں کی ہمراہی میں آستانہ محبوب کبریا ﷺ پر حاضر ہو گیا اور پھر سید عالم ﷺ کے دروازہ کے باہر ایک اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر صدادی ”اے اہل بیت نبوت، اے معدن رسالت

اور اے مختلف فرشتو تم پر سلام، مجھے اجازت دیجیے کہ میں حجرہ میں حاضر ہو جاؤں۔ میں بڑی دُور سے آیا ہوں۔“ جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے والد گرامی کے سرہانے بیٹھی ہوئی غم کے آنسو بہا رہی تھیں۔ اس آواز کو سنا تو فرمایا کہ ”میرے والد اپنے حال میں مشغول ہیں اس لیے اجازت نہیں مل سکتی“۔ حضرت عزرائیل نے سیدہ طاہرہ کا جواب سنا تو خاموش ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد دوبارہ حجرہ مبارک میں اجازت ملاقات طلب کی تو جنابہ سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا۔ تیسری بار پھر عزرائیل علیہ السلام نے اجازت طلب کی تو آواز میں اس قدر شدت تھی کہ گھر کا ہر فرد لرز کر رہ گیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے بھی آنکھیں کھول دیں اور پوچھا ”تمہیں کیا ہو گیا ہے؟“۔ جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے عرض کیا ”اباجان ایک عجیب صورت اور ڈراؤنی آواز والا عجیب و غریب آدمی دروازے کے باہر کھڑا ہے۔ اس نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی ہے۔ ہر چند کہ میں نے عذر خواہی کی ہے مگر وہ مانتا ہی نہیں“۔ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بیٹی فاطمہ! تم جانتی ہو وہ کون ہے؟ فاطمہ بیٹی اس کو دروازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بند دیواروں سے بھی آجاتا ہے۔ میری لخت جگر یہ ملک الموت ہے اور تیرے باپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہے۔ اسے ہمارے آستانہ اقدس کا احترام ہے ورنہ اجازت طلب کرنا اس کی عادت نہیں۔“

۲۷ (ڈ)..... جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے والد محترم سے یہ جانکاہ خبر سنی تو تڑپ کر رہ گئیں۔ آپ نے شدت غم سے فرمایا ”ہائے آج مدینہ ویران ہو گیا۔ ہائے افسوس آج میدان خراب ہو گیا۔ ہائے صاحب سکون و تسکین نے عزم سفر فرمایا۔“

۲۷ (س)..... تاجدارِ مدینہ ﷺ کا وصال:

سرکارِ دو عالم ﷺ پر مرضِ کاشدّت سے غلبہ تھا۔ صحیح روایات میں آتا ہے کہ امام الانبیاء ﷺ پر جس قدر بخار کا حملہ ہوا تھا اس کی مثال نہ تو آپ سے پہلے کہیں ملتی ہے اور نہ آپ کے بعد کسی کو اتنا شدید بخار ہوا، بلکہ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ جس قدر شدید بخار امام الانبیاء ﷺ کو برداشت کرنا پڑا، آپ کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص اس کا ہرگز متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ والدِ گرامی کے مرض کی اس شدّت کو دیکھ کر جنابہ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا پر لرزے کی حالت طاری ہو گئی۔ آپ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔ والدِ گرامی کی استغراق کی حالت دیکھ کر جنابہ سیدہ طاہرہ نے آپ ﷺ کی بخار میں جلتی ہوئی والشمس پیشانی اقدس پر ہاتھ رکھتے ہوئے نہایت ہی پر درد آواز میں کہا ”واکرباہ لکربک یا رسول اللہ فقال لا کربہ علی ابیک بعد الیوم“۔ ہائے میرے ابا جان کی تکلیف، سرکارِ دو عالم ﷺ نے بیٹی کے دل سے نکلی ہوئی آہوں کو سنا تو فرمایا ”بیٹی آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی“ اور پھر آپ نے دوبارہ اپنی صاحبزادی کا ہاتھ تھام کر اپنے سینہ اقدس پر رکھ لیا اور اسی عالم میں تمام انبیاء کے تاجدار، مختارِ دو عالم، رُوحِ کائنات، حُسنِ کونین، نورِ اول، محبوبِ خدا، رحمۃ للعالمین، تاجدارِ مدینہ، احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔

(بخاری، جلد ۲، صفحہ ۶۴۱)

آپ ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑی۔ اسد الغابہ میں ہے ”جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہ فرمایا۔“

(اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۶۳۴)

بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ علیہم الرضوان جسد مبارک کو دفن کر کے واپس آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ”کیا

تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے ہوئے اچھا لگا؟“

سرورِ کائنات ﷺ کے وصال سے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ انہوں نے بے اختیار فرمایا ”پیارے باپ نے دعوتِ حق کو قبول کیا اور فردوسِ بریں میں داخل ہوئے۔ آہ! جبرائیل کو اُن کے انتقال کی خبر کون دے گا“ اور پھر اس طرح دعا مانگی ”بارِ الہ! رُوحِ فاطمہ کو رُوحِ محمد ﷺ کے پاس پہنچادے۔ خدایا مجھے رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے مسرور کر دے۔ بروزِ حشر شفاعتِ محمد ﷺ سے محروم نہ فرما“۔ جناب رسالت مآب ﷺ کی رحلت سے سب سے زیادہ صدمہ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوا کیونکہ آپ نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب اولاد تھیں۔ (بخاری، جلد ۱، صفحہ ۶۳۸)

۲۷ (ش)..... دُنیا کے پانچ انسان جو سب سے زیادہ روئے:

اول..... حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے اتارے گئے تو اپنی خطا پر اس قدر روئے کہ دونوں رُخساروں سے دانت اُن کے نظر آتے تھے۔

دوم..... حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اتنا روئے کہ اُن کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

سوم..... حضرت یوسف علیہ السلام والی مصر کے قید خانے میں۔

چہارم..... حضرت سیدۃ النساء العالمین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فراقِ پدر بزرگوار ﷺ میں اس قدر روئیں کہ بیان سے باہر۔

پنجم..... حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مصیبت اور بے کسی اور واقعاتِ کربلا کو یاد کر کے چالیس برس تک بعد واقعہ کربلا کے زندہ رہے اور اتنا روئے کہ کسی وقت آنکھوں سے آنسو خشک نہ ہوئے اور کبھی بغیر روئے پانی نہ پیا۔ (دلائل الخیرات، ص ۱۴۵)

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۲۷ (م)..... والد گرامی ﷺ کے وصال پر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا کرب و ملال:

ابن سید الناس رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہوئی تو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار پڑھے۔

أَغْبَرَ آفَاقَ السَّمَاءِ وَ كُوْرَث

آسمان کے کنارے غبار آلود ہو گئے اور بے نور ہو گیا

شَمْسُ النَّهَارِ وَ أَظْلَمَ الْعَصْرَانُ

دن کا چاند اور دونوں زمانے اندھیرے میں آ گئے

الْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَثِيْبَةٌ

زمین نبی ﷺ کے بعد مٹی کا ڈھیر ہے

أَسْفَا عَلَيْهِ كَثِيْرَةُ الرَّجْفَانِ

اس پر غم و حزن ہے انتہائی بے کلی والا

۲۷ (ن)..... بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نذرانہ عقیدت:

مَاذَا عَلَيَّ مِنْ شَمِّ تُرْبَةِ أَحْمَدَ

جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمد مجھتی سونگ لی

أَلَّا يَلْشَمَ مُدَى الزَّمَانِ غَوَا لِيَا

تجرب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

ضُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا

حضور ﷺ کی جدائی پر مجھ پر وہ مصیبتیں ٹوٹی ہیں کہ اگر

ضُبَّتْ عَلَيَّ الْآيَامِ عُذْنُ لِيَا لِيَا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

یہ مصیبتیں دنوں پر ٹوٹتیں تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے

أَغْبَرَّ آفَاقَ السَّمَاءِ وَكُوْرَتِ

آسمان کی پہنایاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا

شَمْسُ النَّهَارِ وَ أَظْلَمَ الْأَزْمَانُ

دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَثِيْبَةٌ

اور زمین نبی کریم ﷺ کے بعد مبتلائے درد ہے

أَسْفَا عَلَيْهِ كَثِيْرَةٌ الْأَحْزَانِ

ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْيَكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر

يَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النَّبْرَانُ

فخر تو صرف ان کے لیے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

يَا خَتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارِكِ صِنُوَّةَ

اے آخری رسول ﷺ آپ برکت و سعادت کے جوئے فیض ہیں

صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے

۲۷ (ی)..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ میں

اپنے والد گرامی ﷺ پر درود و سلام بھیجا:

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان

الفاظ پر مشتمل درود شریف بھیجا کرتی تھیں۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ رُوحُهُ مِحْرَابُ الْأَرْوَاحِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالْكُونِ ط اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ هُوَ إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ط
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ هُوَ إِمَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عِبَادِ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ.

ترجمہ: ”اے اللہ عزوجل درود بھیج اُس ذات پر جن کی رُوح تمام
عالم، ملائکہ اور تمام رُوحوں کی محراب ہے۔ اے اللہ عزوجل درود بھیج
اس ذات پر جو کہ تمام انبیاء و مرسلین کے امام ہیں۔ اے اللہ عزوجل
درود بھیج اُس ذات پر جو اللہ کے مومن بندوں میں سے اہل جنت
کے امام ہیں۔“

۲۸..... روایت حدیث:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتب حدیث میں ۱۸ روایتیں منقول ہیں
جن کو بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ
عنه بن ابی طالب، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا، اُم رافع
رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ بن مالک ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔
۲۸ (الف)..... تَفَقُّهُ (علم فقہ جانتا۔ عقل مند ہونا) پر واقعات
ذیل شاہد ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی سفر میں گئے تھے۔ واپس آئے تو حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا نے قربانی کا گوشت پیش کیا۔ اُن کو عذر ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
نے کہا ”اس کے کھانے میں حرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت دے دی
ہے۔“ (مسند، ج ۹، ص ۲۸۲۔ قابل تقلید خواتین، نصرت فاطمہ عطاری)

۲۸ (ب)..... ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں

گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ سید الساجدین ﷺ اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے، چونکہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دامن پکڑ کر کہا وضو کر لیجیے۔ ارشاد ہوا بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں ہے، تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں۔

(قابل تقلید خواتین، نصرت فاطمہ عطاری۔ صفحہ ۱۷۶)

۲۹ (الف)..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و خوبیاں:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و خوبیاں بے شمار ہیں۔ ان فضائل و خوبیوں کا ذکر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”شعور الباسۃ فی مناقب السیدۃ فاطمہ“ اور امام ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری کی کتاب ”مستدرک“ میں تفصیل سے ملتا ہے۔ جن میں سے چند خوبیوں کا بیان آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے، آپ کی ایک خوبی یہ بھی ارشاد فرمائی کہ ”اللہ تعالیٰ تمہاری خوشی پر خوش اور تمہاری ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے“

۲۹ (ب)..... علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عظیم منقبت ذکر کی ہے۔ جو ان کے فضل اور برکت پر دلالت کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ”جب نبی کریم ﷺ کسی غزوہ یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے اس کے بعد اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے“

۲۹ (پ)..... حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الشفاء“ میں نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ ”فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی بھوکی نہ رہے۔“ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”پھر کبھی بھوکی نہ رہی“

۲۹ (ت)..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک فضیلت ایسی ہے جن میں

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

ان کا کوئی شریک نہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ بیمار تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”میری بیٹی تم خود کو کیسا محسوس کر رہی ہو۔ سیدہ بتول نے کہا ”مجھے تکلیف محسوس ہو رہی ہے اور مزید یہ کہ کوئی کھانے کی چیز بھی نہیں جو میں کھا لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میری بیٹی کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں کی خواتین کی سردار بنو، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ”ابا جان! حضرت مریم بنت عمران کہاں ہیں۔“ فرمایا کہ ”وہ اپنے دور کی خواتین کی سردار تھیں اور تم اپنے دور کی خواتین کی سردار ہو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری شادی دنیا و آخرت کے سردار سے کی ہے۔“

۲۹ (ج)..... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار نبی کریم ﷺ نے ان چند مقدس خواتین میں فرمایا ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ قرار پائی ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے ”تمہاری تقلید کے لیے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم علیہا السلام، خدیجہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آسیہ رضی اللہ عنہا کافی ہیں۔“ (ترمذی کتاب المناقب)

۲۹ (ج)..... جس دن حجر اسود کی تنصیب کا جھگڑا نمٹا کر اور قریش کے درمیان متوقع خون ریزی کو اپنے انتہائی مدبرانہ فیصلے سے دور فرما کر آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت کی خبر ملی۔ رسول اللہ ﷺ اس خبر سے بے حد خوش ہوئے اور اُسے مبارک قدم اور نیک فال سمجھا، گویا سیدہ زہرا زمانے کے حق میں امن کا نشان بن کر رونق آرائے گیتی ہوئیں۔

۲۹ (ج)..... سیدہ ساری زندگی سائے کی طرح حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہیں۔ جب بھی نبی کریم کو کفار و مشرکین مکہ سے مصائب و صدمات پہنچتے آپ اپنے

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

والد محترم محمد عربی نبی آخر ﷺ کی دل جوئی فرماتیں اور حضور اکرم ﷺ سے تکالیف دور کرتیں۔ جب عقبہ بن ابی معیط نے نبی رحمت ﷺ کی گردن مبارک پر حالت نماز میں اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی تو سیدہ دوڑتی ہوئی آئیں اور بہ دست اس وزن کو حضور ﷺ کی گردن سے دور کیا اور عقبہ اور اُسکے ساتھیوں کو اس ظالمانہ حرکت پھر کھری کھری سنائیں اور وہ اپنی قوت و حشمت کے باوجود بھیگی بلی بنے رہے۔ اپنے والد گرامی کا اس قدر خیال رکھنے کی بنا پر آپ کا ایک لقب ”اُم ابیہا“ یعنی اپنے والد کی والدہ یعنی مری (حامی۔ پشت پناہ)

۲۹ (خ)..... شعب ابی طالب کے پُر آلام ایام میں بھی سیدہ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ رہیں۔ الغرض حضور کی ساری اولاد میں حضور اکرم ﷺ کے اوصاف مبارک سے سب سے زیادہ مُتصف سیدہ فاطمہ الزہرا ہیں، اور رسولِ عربی ﷺ بھی اپنے تمام اہل بیت میں سیدہ فاطمہ الزہرا کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور معلم انسانیت ﷺ نے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ روحانی تربیت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ”فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔“

۲۹ (د)..... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور اقدس ﷺ کے زہد و تقویٰ، فقر و غنا، جو دوسخا کا مظہر اتم تھیں۔ انتہائی فقر و فاقہ میں بھی آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ انتہائی ضرورت اور احتیاج کے باوجود آپ نے اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دی اور سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم سب کو ایک وقت فاقہ کے بعد کھانا میسر ہوا۔ والد محترم، میں اور حسین کھا چکے تھے، والدہ ماجدہ نے ابھی کھانا تھا کہ دروازہ پر ایک سائل نے سوال کیا ”رسول اللہ ﷺ کی بیٹی پر سلام ہو، میں دو وقت کا بھوکا ہوں“ یہ سن کر والدہ نے مجھ سے فرمایا جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک وقت کا فاقہ ہے اُس نے تو دو وقت سے نہیں کھایا۔

۲۹ (ذ)..... اُمت محمدیہ کے لیے دعائیں:

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مرتبہ اپنی والدہ کو شام سے صبح تک عبادت و ریاضت، اللہ کے آگے گریہ و زاری اور نہایت عاجزی سے التجا و دعا کرتے دیکھا مگر میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ دعا میں اپنے واسطے کوئی درخواست کی ہو۔ آپ کی تمام دعائیں حضور ﷺ کی اُمت کی بخشش اور بھلائی کے لیے ہوتیں۔

اگرچہ محترمہ سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی اور بھی بے شمار دعائیں ہیں۔ تاہم یہ دعا مختصر بھی ہے اور جامع بھی اور ہر مرد و زن کے لیے یکساں مفید ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مردوں کے علاوہ ہماری مائیں اور بہنیں بہو بیٹیاں بھی ادھر ادھر کے ٹونے ٹوٹے چھوڑ کر سچے دل سے اور پورے یقین و اعتماد سے اور حضور قلب سے سر بسجود ہو کر اگر اس دُعاے فاطمہ کو بارگاہ خداوندی میں نہایت عجز و انکساری سے پیش کریں تو یقیناً انہیں ہر غم اور مصیبت سے نجات مل سکتی ہے۔ خواہ بیماری کی مصیبت ہو یا قرض کی اولاد کی محرومی ہو یا کوئی اور تکلیف اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کی تقدس مآب شہزادی طیبہ، طاہرہ، مطہرہ، معظمہ سیدہ فاطمہ الزہرا کے صدقے سے تمام مصائب کو دور فرما کر دونوں جہان کی راحتیں عطا فرمائے گا۔ یہ دعا مقام ولایت عظمیٰ پر فائز اولیائے کرام کے لیے بھی لاجواب اور مجرب ہے۔ دعا یہ ہے:

”اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. رَبَّنَا وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقِ الْحَبِّ وَالنَّوَى مُنْزِلِ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْفُرْقَانَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَامِيَّتِهِ أَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ ظَاهِرٌ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ أَقْصِ عَنَّا الدِّينَ وَاعْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ“

(مسلم شریف - نزہۃ المجالس صفحہ ۲۲۴ - البتول صفحہ ۲۷۱ از صائم چشتی)

آپ نے دُعائے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملاحظہ فرمائی اور یہ بھی پڑھا کہ جب آپ بارگاہِ صمدیت میں حاضر ہوتیں تو آپ کا جسم انور پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب آ جاتا۔ پھر جب اس سخت ریاضت و عبادت کے بعد بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتیں تو اپنی ذات کے لیے، اپنے بچوں کے لیے اور اپنے خاندان کے لیے کوئی سوال نہ کرتیں۔ آپ اگر خداوند قدوس کے دربارِ اقدس سے کچھ طلب فرماتیں تو وہ صرف یہ ہوتا کہ الہی میرے ابا جان کی اُمت پر رحم فرما۔ ہماری گنہگار اُمت کو بخش دے۔ یا اللہ! فاطمہ کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لے اور قیامت کے دن میرے ابا جان کی اُمت کو رُسوانہ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ کھانا پکانے کی حالت میں بھی تلاوت قرآن کرتی رہتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے تشریف لاتے اور راستے میں سیدہ کے مکان کے پاس سے گزرتے اور گھر سے چکی چلنے کی آواز سنتے تو نہایت درد و محبت کے ساتھ ربُّ العزت کی بارگاہ میں دُعا کرتے ”یا الرحم الرحیم! فاطمہ کو ریاضت و قناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور اُسے حالتِ فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔“

۲۹ (س)..... چکی خود بخود چل رہی تھی:

حضرت اُم ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کے مہینے میں دوپہر کا وقت تھا، نہایت شدت کی گرمی پڑ رہی تھی، میں سیدہ کے مکان پر حاضر ہوئی، دروازہ بند تھا اور چکی چلنے کی آواز آرہی تھی، میں نے روزن سے جھانک کر دیکھا کہ سیدہ تو چکی کے پاس سو رہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور پاس ہی حسنین کریمین کا گہوارہ بھی خود بخود ہل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوئی اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔ محمد عربی ﷺ نے فرمایا ”اس شدت کی گرمی

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

میں فاطمہ روزے سے ہے، پروردگار عالم نے فاطمہ پر نیند غالب کر دی تاکہ اُسے گرمی کی شدت اور تشنگی محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ کا کام سرانجام دیں۔ (سبحان اللہ)

وہ خاتونِ جناتِ معصوم حوریں باندیاں جن کی
ملکِ جنت سے آکر پیتے تھے چکلیاں جن کی
۲۹ (ش)..... فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا ”عورت کے لیے کون سی چیز بہتر ہے“۔ تمام صحابہ خاموش رہے۔ میں نے سیدہ فاطمہ کے پاس آکر اس بارے میں پوچھا تو سیدہ نے فرمایا ”نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں“۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کا جواب حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے“۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پردے کی سخت پابند تھیں اور شرم و حیا کا مجسمہ تھیں۔ آپ کی شرم و حیا کا پاس خداوند ستار کو بھی ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ اے حشر کے میدان میں جمع ہونے والو، اپنی نگاہیں نیچی کر لو یہاں تک کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ گزر جائیں۔ چنانچہ سیدہ بتول ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کی طرح گزر جائیں گی۔“

۲۹ (ص)..... محمد عربی ﷺ کی مغفرتِ اُمت کے لیے اشک باری اور سیدہ بتول کی فکرِ اُمت:

جب سورہ مریم کی آیات ۷۱، ۷۲ ”وَإِنْ مِّنْكُمْ..... فِيهَا جِثْيًا“ (تم میں سے ہر ایک کو پل صراط پر وارد ہونا ہے) نازل ہوئیں تو اُمت کے غم خوار حبیبِ کردگار، رحمتِ عالمیان ﷺ کو فکرِ اُمت دامن گیر ہوئی۔ آپ ﷺ مدینہ کے قریب ایک

پہاڑ جبل سلاح پر واقع ”غار سجدہ“ میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں گریہ وزاری شروع کر دی۔ صحابہ کرام آپ کو تلاش کرتے ہوئے اُس غار تک پہنچے۔ صحابہ کی انتہائی کوششوں کے باوجود آپ ﷺ کا گریہ نہ تھا۔ پھر صحابہ نے باہم مشورہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو سیدہ بتول کی بارگاہ میں بھیجا۔ جنابہ سیدہ تشریف لائیں اور والد محترم کی اشکباری دیکھ کر مغموم ہو گئیں۔ سبب دریافت کیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس نے مجھے فکر اُمت میں غمگین کر دیا۔ جب تک بارگاہِ الہی سے اس بارے میں کوئی واضح ارشاد نہیں آجاتا، میں سجدے سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ جنابہ سیدہ بتول نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا ”کیا آپ اپنی جان ابا جان کی اُمت کے بوڑھوں پر نچھاور کرتے ہیں“ انہوں نے فرمایا ”ہاں“۔ سیدہ بتول نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ”کیا آپ اپنی جان اس اُمت کے جوانوں پر فدا کرتے ہیں“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ہاں“۔ سیدہ نے حسنین کریمین سے کہا ”کیا تم اپنے نانا جان کی اُمت کے بچوں پر اپنی جان فدا کرتے ہو“ انہوں نے کہا ”ہاں“۔ پھر آپ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا ”یا اللہ! میں اپنے بابا جان کی اُمت کی عورتوں پر فدا ہوتی ہوں، تو میرے بابا جان کی اُمت کو بخش دے“۔ یہ فرما کر آپ نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور گریہ وزاری کرنے لگیں۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام کو فوراً بھیجا۔ جبرائیل امین نے آکر بارگاہِ نبوت میں حق تعالیٰ کا سلام پیش کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی اُمت کے ساتھ ایسا ہی کروں گا جیسا فاطمہ چاہیں گی۔ سبحان اللہ سیدہ بتول کی یہ شان۔ یہ بشارت سن کر رسول اللہ ﷺ مسرور ہو گئے۔

۲۹ (ض)..... ”بیٹی تم میری اُمت کی سلطان الفقراء ہو“:

سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سیدہ خاتونِ جنت کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ دستک دی تو سیدہ نے اندر سے فرمایا ”ابا جان اندر نہ آئیں کہ میرے جسم پر اتنا کپڑا نہیں ہے جس سے مکمل طور پر ستر پوشی ہو سکے۔“ سرکارِ دو جہاں ﷺ نے اپنی چادر مبارک اندر پھینکی اور سیدہ خاتونِ جنت نے اپنا جسم مبارک ڈھانپ لیا تو آپ ﷺ اپنی لاڈلی بیٹی کے گھر میں داخل ہوئے۔ صاحبزادی کے غربت و افلاس اور فقر و فاقہ کو دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور فرمایا ”فاطمہ! اگر تُو چاہے تو میں تیرے مکان کے درو دیوار سونے کے بنا دوں کہ تیرے تمام آلام کا خاتمہ ہو جائے۔“ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”میں اسی حال میں راضی اور خوش ہوں کہ فقر و فاقہ میں مجھے خدا کے قرب و محبت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا ”بیٹی تُو میری اُمت کی سلطان الفقرا ہے اور تجھے میری وراثت مبارک ہو۔“

۲۹ (ط)..... سید الشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کے عوض اُمتِ محمد ﷺ کی بخشش:

صوفیا فرماتے ہیں کہ بروزِ حشرِ آخر میں جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، اللہ عزوجل سے اپنے لاڈلے فرزند، سید الشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص طلب کریں گی اور عرض کریں گی کہ میرے فرزند نے محض تیری رضا و خوشنودی کے لیے جو عظیم قربانی دی، اس کے عوض میں میرے بابا جان کی اُمت کو بخش دے۔ اللہ عزوجل، سید الشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس عظیم قربانی کے عوض اور جگر گوشہ رسول ﷺ، سیدہ زہرا بتول کی رضا و خوشنودی کے لیے پوری اُمت کی مغفرت فرمادیں گے۔ سبحان اللہ، ہزاروں جانیں سیدہ پر قربان ہوں کہ جنہیں اپنے

والدگرمی کی طرح بروزِ حشر، ہم غلاموں کی فکر دامن گیر ہوگی۔ ایسی مہربان ہستی کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اُن سے جتنی بھی محبت، ان کا ادب و احترام کیا جائے کم ہے۔ جنہوں نے مغفرتِ اُمت کی خاطر اپنے جگر گوشہ کو راہِ حق میں قربان کر دیا۔ ہم پر لازم ہے کہ ایسی شفیق و مہربان ہستی کی محبت کو اپنا سرمایہٴ حیات بنائیں۔ کثرت سے آپ کا ذکر خیر کیا جائے اور آپ کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کیے جائیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا میں رضائے رسول ﷺ و رضائے الہی ہے۔

۲۹ (ظ)..... حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو تو کیا، اُن کی صاحبزادی کو بھی نہیں دیکھا (اُن کی حقیقت نہ جان سکے):

سیدہ بتول، طاہرہ، راضیہ، ذاکیہ، زہراء، رسول اللہ ﷺ کے جملہ اوصاف سے متصف، حضور ﷺ کا مظہر اتم، حضور ﷺ کا جگر گوشہ، حضور ﷺ کی رُوح اور حضور انور ﷺ کا قلب تھیں۔ اُس آئینہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ پر ہر اُس تجلی، حقیقت اور اسرار و رموز کا ظہور ہوتا جو نبی کریم ﷺ پر وارد ہوتی تھیں۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے اور صوفیاء سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حسب وصیت، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ کا جبہ مبارک لے کر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یمن گئے۔ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا، جبہ مبارک پیش کیا اور حضور ﷺ کی اُمت کے حق میں دُعا کے لیے کہا۔ گفتگو کے دوران حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے بظاہر نبی رحمت ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کیا تھا، آپ ﷺ کے جسمِ طاہری کے بارے میں چند سوال کیے تو دونوں صحابہ جواب نہ دے سکے۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آپ لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کو تو کیا، اب تک اُن کی صاحبزادی کو بھی نہیں

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

دیکھا (یعنی اُن کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکے) واپسی پر اس بات کا تذکرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو سیدہ نے فرمایا ”اویس نے سچ کہا کہ آپ نے ہمیں ظاہراً تو دیکھا ہے لیکن حقیقت اور باطن پر مطلع نہ ہو سکے اور اگر آپ حقیقت جاننا چاہیں تو یہ کلام پڑھیں“۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ باطنی کلام پڑھا تو سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ذات مقدسہ میں ایسی زبردست خدائی تجلی کا مشاہدہ کیا کہ تاب نہ لاسکے اور بے ہوش ہو گئے۔

۲۹ (ع)..... اُمّتِ محمد ﷺ کی پہلی سلطان الفقراء:

رسالہ روحی میں سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نورِ ذات نے نقاب میم پہن کر صورتِ احمدی اختیار کی اور سات بار اپنی ذات میں جنبش کھائی جس سے سات ارواح فقراء باصفا، فنا فی اللہ، بقا باللہ، آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل پیدا ہوئیں۔ ان فقراء نے ازل سے ابد تک بجز ذاتِ حق، کسی کو نہیں دیکھا اور ماسوی اللہ کبھی نہیں سنا۔ انہیں حریم کبریاء کے دائمی سمندر میں وصالِ لازوال حاصل ہے۔ انہیں حیاتِ ابدی اور عزتِ سرمدی کا تاج حاصل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جس تجلی کی چمک سے بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہِ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا، ہر لمحہ ایسی ستر ہزار تجلیاتِ ذاتی اُن فقراء پر وارد ہوتی ہیں اور وہ دم نہیں مارتے، نہ آہ کھینچتے ہیں بلکہ هل من مزید کہتے ہیں۔ یہ ساتوں سلطان الفقراء اور سید الکونین ہیں۔ ان میں ایک رُوح خاتونِ جنت سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ہے جو اس اُمّت کی پہلی سلطان الفقراء ہیں۔

۲۹ (غ)..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس اُمّت کی بلکہ تمام اُمّتوں میں پہلی خاتونِ قطب الاقطاب یا غوث ہیں:

بعض صوفیاء کے مطابق، نبی کریم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد بظاہر سیدہ

فاطمہ رضی اللہ عنہا چھ ماہ تک علیل رہیں مگر درحقیقت آپ ان دنوں میں غوث کی ڈیوٹی سرانجام دے رہی تھیں۔ اس اعتبار سے آپ اس اُمت کی بلکہ تمام اُمتوں میں پہلی خاتون ہیں، جنہوں نے قطب الاقطاب یا غوثِ وقت کا منصب سنبھالا اور غوث اپنے وقت میں خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے۔ زمام حکومت اس کے اختیار میں ہوتی ہے اور نظام عالم اس کے دم قدم سے چلتا ہے۔ وہ نظام عالم کی تدبیر کرتا ہے۔ عالم کے ذرہ ذرہ پر اس کی نگاہ ہوتی ہے اور کوئی شے یا کوئی امر اس کے قبضہ و اختیار سے باہر نہیں ہوتا۔ افسوس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا دعویٰ کرنے والے گستاخ اور گمراہ فرقے نے سیدہ کی شان کو نہ سمجھا۔ باغ فدک کے مسئلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراضگی کی تہمت آپ پر لگائی اور اس طرح سیدۃ النساء اور خاتونِ جنت کی تحقیر کی۔ جن کے قبضہ قدرت میں سارا نظام عالم ہو، جو تمام عالمین کی عورتوں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہوں، جن کے صاحبزادگان تمام جوانانِ جنت کے سردار ہوں، جن کے شوہر نامدار سارے ولیوں کے سردار ہوں، جن کے والد گرامی تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہوں اور جن کے نام لیوا محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے کسی سے راضی یا ناراض ہوتے ہوں، ایسی عظیم ہستی مقدسہ معمولی سے باغ فدک کے لیے یارِ عارِ رسول ﷺ سے ناراض ہوں، سمجھ سے بالاتر ہے۔

قارئین کرام، ہم نے سیدۃ النساء العالمین کی جتنی بھی خوبیاں اور فضائل، آپ کے فائدے کے لیے بیان کیے ان میں سے زیادہ تر فضائل و مراتب، جناب احمد حسن قادری کی تالیف ”علمائے اہل سنت کی منتخب تقریریں“ (حصہ دوم) سے ماخوذ ہیں۔

۳۰..... سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خصوصیات:
(الف)..... نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں میں صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

عنها کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان سے آپ ﷺ کی نسل باقی رہی۔

(ب)..... امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعریف یوں کی ہے کہ وہ ایک صابرہ، دیندار اور بھلائی کے کام کرنے والی، قناعت پسند، اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے والی خاتون تھیں اور اللہ کے پیارے نبی ﷺ ان کا بہت اکرام فرماتے تھے۔

(ج)..... سیدہ بچپن ہی سے نہایت متین اور تنہائی پسند تھیں۔ نہ کبھی کھیل کود میں حصہ لیتیں اور نہ گھر سے کبھی قدم باہر نکالا۔ ہمیشہ والدہ ماجدہ کے پاس بیٹھی رہتیں۔ دنیا کی نمود و نمائش سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے کسی عزیز کی شادی تھی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے عمدہ کپڑے اور زیورات بنوائے۔ جب شادی میں جانے کا وقت قریب آیا تو سیدہ نے یہ قیمتی کپڑے اور زیورات پہننے سے صاف انکار کر دیا اور نہایت ہی سادہ حالت میں شادی کی محفل میں شرکت کی۔ گویا بچپن ہی سے ان کی حرکات و سکنات سے خدا دوستی اور استغنا کا اظہار ہوتا تھا۔

(د)..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارک، جناب رسالت مآب ﷺ سے ملتا جلتا تھا، اسی لیے ”زاکیہ“ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو، لب و لہجہ اور نشست و برخاست کا طریقہ بالکل نبی کریم ﷺ کی طرح تھا (صحیح ترمذی، ص ۶۳۶) اور رفتار بھی بالکل نبی کریم ﷺ کی رفتار کی طرح تھی (بخاری، ج ۲، ص ۹۳۰)

(ذ)..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رفتار و گفتار اور عادات و خصائل میں نبی کریم ﷺ کا نمونہ تھیں۔ وہ نہایت متقی، صابر، قانع اور دین دار خاتون تھیں۔ گھر کے کام کاج خود کرتی تھیں۔ چکی پیٹے پیٹے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے۔ گھر میں جھاڑو

دینے اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے، لیکن آپ کے ماتھے پر نل نہ آتا۔ گھر کے کاموں کے علاوہ کثرت سے عبادت کرتی تھیں۔ شوہر نامدار جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ سلطان الفقراء تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی فقر وفاقہ میں اُن کا پورا پورا ساتھ دیا۔ سرکار علیہ السلام جلیل القدر شہنشاہ عرب بلکہ شہنشاہ دو جہاں ہیں لیکن داماد اور بیٹی پر کئی کئی دن فاقے کے گزر جاتے تھے اور یہ فقر وفاقہ اختیاری تھا۔

(س)..... ایک دن دونوں میاں بیوی آٹھ دن سے بھوکے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہیں سے مزدوری میں ایک درہم مل گیا۔ رات کے وقت ایک درہم کے جو (اناج) کہیں سے خرید کر لائے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہنسی خوشی اپنے نامدار شوہر کا استقبال کیا۔ جو لے کر پیسے۔ روٹی پکائی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے پیش کر دی۔ جب وہ کھا چکے تو خود کھانے بیٹھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”اس وقت مجھے، حضور سید دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد یاد آ گیا کہ فاطمہ دُنیا کی بہترین عورت ہے۔“

۳۱..... سلطان الفقراء و اولیاء سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کرامات:

حضرات گرامی، سلطان الفقراء و اولیاء سیدتنا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کرامات کی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ چند کرامات درج ذیل ہیں:

۳۱ (الف)..... آیت کرامت:

فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

(البقرہ۔ آیت: ۳۷)

”پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ تعالیٰ نے اُس

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

کی توبہ قبول کی۔ بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے جگر گوشہ رسول ﷺ، سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور جنابہ خا سلام اللہ علیہا جنت میں تشریف فرما تھے کہ اُن کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اُن دونوں کو زوروسیم کے بنے ہوئے ایک محل میں لے گئے۔ وہاں ایک یا قوت کا تخت بچھا ہوا تھا اور اُس پر ایک نور کا قُبہ رکھا ہوا تھا۔ اُس قُبہ میں ایک نورانی صورت تھی جس کے سر پر تاج اور کانوں میں مروارید کے گوشوارے اور گردن میں نور کا گلوبند تھا۔ دونوں نے اُس نور عظیم کو دیکھا تو اس قدر متعجب و متحیر ہو گئے کہ ایک دوسرے کو بھول گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کس کی صورت ہے۔ ارشاد ہوا یہ سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا ہیں اور تاج ان کے والد گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور گلوبند اُن کے شوہر جناب علی مرتضیٰ ہیں اور مروارید کے گوشوارے اُن کے صاحبزادے جناب حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے قُبہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اُس میں پانچ نام نور سے ترتیب وار اس طرح لکھے ہوئے تھے:

میں محمود ہوں یہ محمد ﷺ ہیں	انا للمحمود و هذا محمد ﷺ
میں اعلیٰ ہوں یہ علی ہیں	انا لالاعلیٰ و هذا علی
میں فاطمہ ہوں یہ فاطمہ ہیں	انا لالفاطمہ و هذه الفاطمہ
میں محسن ہوں یہ حسن ہے	انا للمحسن و هذا الحسن
مجھ سے احسان ہے اور یہ حسین ہیں	احسان المنی و هذا حسین

پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ”اے آدم علیہ السلام! آپ ان ناموں کو یاد فرمائیں، کیونکہ آپ کو اُن کی ضرورت ہوگی۔“ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الفردوس کی نورنیر فضاؤں کو چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا تو تین سو برس تک روتے

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

رہے۔ بالآخر ان مقدس اسماء عالیہ کے وسیلہ سے دُعا کی اور کہا ”یا اللہ! بحق محمد مصطفیٰ ﷺ وعلی وفاطمہ و حسن و حسین یا اعلیٰ و فاطمہ و حسن مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔“

حضرت آدم علیہ السلام یہ دُعا مانگ ہی رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر خدا تعالیٰ کا سلام کہا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اے آدم! اگر آپ نے اس وسیلہ سے اپنی تمام اولاد کی بخشش طلب کی ہوتی تو ہم بخش دیتے۔“ (البتول، از صائم چشتی، بحوالہ نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۳۲)

۳۱ (ب)..... برکت والی سینی:

سیدہ بتول کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر! تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے چلو۔ پھر خود حضور سید دو عالم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کو کھولا تو گھر کے تمام افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”انسی لک هذا؟“ اے بیٹی یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ”هو من عند الله من يشاء بغير حساب“ یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے، وہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور دوسرے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا۔ پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت ناک اور تعجب خیز برکت ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔

(کرامات، رُوح البیان، آلِ عمران، ص ۳۲۳)

قارئین کرام، اس کرامت کا ذکر پچھلے صفحات میں ”جنت کا کھانا“ کے عنوان سے آچکا ہے۔

۳۱ (ج)..... شاہی دعوت:

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہنشاہِ مدینہ، حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی۔ جب دونوں عالم کے میزبان، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گنتے لگے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری تمنا ہے کہ آپ کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم و تکریم کے لیے ایک ایک غلام آزاد کروں“ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان تک جس قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پڑے تھے، انہوں نے اتنی ہی تعداد میں غلام خرید کر آزاد کر دیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دعوت سے متاثر ہو کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا ”اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان غنی نے حضور اکرم ﷺ کی بڑی شان دار دعوت کی ہے اور آقا ﷺ کے ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش، ہم بھی حضور ﷺ کی اسی طرح شان دار دعوت کریں۔“ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جذبہ شوق سے متاثر ہو کر کہا ”بہت اچھا“۔ جائے آپ بھی سرورِ کائنات ﷺ کو اسی قسم کی دعوت دے آئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا بندوبست ہو جائے گا۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دعوتِ طعام دی اور شہنشاہِ دو عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی پیاری بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا خلوت میں تشریف لے جا کر خداوند قدوس کی بارگاہ میں سر بسجود ہو گئیں اور یہ دُعا مانگی:

”یا اللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ تیری بندی کا صرف تجھ پر بھروسا ہے لہذا اے میرے رب! تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا عالم غیب سے انتظام فرما۔“

یہ دُعا مانگ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑا دیا۔ خداوند تعالیٰ کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آ گیا اور اُس رازقِ مطلق نے دم زن میں ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے، لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا اور صحابہ کرام ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو متعجب دیکھ کر فرمایا کہ ”کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا ”حضور ﷺ نہیں!“ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لیے جنت سے بھیجا ہے۔“

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گوشہٴ تنہائی میں جا کر بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئیں اور یہ دُعا مانگی ”یا اللہ! حضرت عثمان نے تیرے محبوب کی ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے، لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی استطاعت نہیں ہے۔ اے خداوند! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے، وہاں تو

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

اس بندی کی خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں، اپنے محبوب کی امت کے گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرمادے۔“

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جوں ہی اس دُعا سے فارغ ہوئیں، ایک دم ناگہاں، حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے کہ ”یا رسول اللہ ﷺ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دُعا بارگاہ الہی میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔“

(جامع المعجزات مصری، ص ۶۵، بحوالہ سچی حکایات)

۳۱ (د)..... قدرت اللہ شہاب نے کہا ”اے سیدہ! حضور اکرم ﷺ آپ کی ہر بات مانتے ہیں۔ میرے حق میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کریں“:

”شہاب نامہ“ میں قدرت اللہ شہاب اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گئے۔ امام صاحب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بیان فرما رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو ان کی خوشنودی و دل جوئی اس قدر عزیز تھی کہ سیدہ کی کسی بات کو رد نہ فرماتے اور اگر صحابہ کو حضور اکرم ﷺ سے کوئی بات منوانی ہوتی تو وہ جنابہ سیدہ بتول کے ذریعے سفارش کرواتے۔ امام صاحب کے اس وعظ کا قدرت اللہ شہاب پر بہت اثر ہوا اور ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگ مسجد سے چلے گئے مگر یہ دیر تک نوافل پڑھتے رہے پھر ان نوافل کے ثواب کو سیدہ بتول کی بارگاہ میں ہدیہ کر کے عرض گزار ہوئے کہ ”اے سیدہ! حضور ﷺ آپ کی ہر بات مانتے ہیں، کاش کہ آپ میرے حق میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کریں کہ حضور ﷺ مجھے روحانی سلسلے میں

اویسی طور پر قبول فرمائیں اور منازل و مراتب طے کروادیں۔ چند روز بعد آپ اس کو بھول گئے۔ اس واقعہ کے پندرہ دن بعد آپ کو جرمنی سے آپ کی بھابی کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ملا۔ ان کی بھابی جرمن خاتون تھیں اور مشرف باسلام ہو کر نماز روزے کی پابند تھیں۔ انگریزی میں لکھے ہوئے اس خط میں تحریر تھا کہ ”میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ گذشتہ رات مجھے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواب میں زیارت ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے بھائی قدرت اللہ شہاب کو لکھ دو کہ میں نے ان کی درخواست حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دی ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنے کرم سے اُسے قبول فرمایا ہے۔“ قدرت اللہ شہاب فرماتے ہیں کہ خط میں یہ پڑھ کر مجھ پر سرور و انبساط کی ایسی کیفیت طاری ہو گئی جو بیان سے باہر ہے۔ اس واقعے کا میرے علاوہ کسی اور کو علم نہ تھا اور میں یہ سوچ سوچ کر مست ہوا جاتا تھا کہ ایسی عظیم ہستی کی بارگاہ میں میرا تذکرہ ہوا اور مجھ حقیر کی یہ عرضداشت حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں قبول ہو گئی۔ فرماتے ہیں انبساط کی یہ کیفیت مجھ پر تین دن تک طاری رہی۔ پھر مجھے اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے۔ خواب میں مقامات مقدسہ اور بزرگوں کی زیارت ہونے لگی۔ پھر میری تربیت کے لیے ایک عجیب و غریب ذریعہ بن گیا جس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے میں بتدریج روحانی منازل و مقامات طے کرتا گیا۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کسی سائل کے لیے ”لا“ انکار نہیں کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے ”واما السائل فلا تنهر“ اور کسی سائل کو آپ ”لا“ نہ کہیں، اسی طرح حضور اقدس ﷺ کی مظہراتم، سیدہ خاتون جنت کی بارگاہ میں بھی کسی سائل کے حق میں ”لا“ نہیں۔

۳۲..... افضل کون:

تاجدارِ انبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ الزہرا دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے ان ارشادات گرامی سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ دنیا کی کوئی بھی عورت ہو جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان ان تمام عورتوں سے افضل ہے اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ بعض علماء نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے مگر اہل سنت کے محقق علماء کا مذہب یہی ہے کہ جنابہ سیدہ ہر عورت سے افضل ہیں، حتیٰ کہ اپنی والدہ مکرمہ جنابہ خدیجہ الکبریٰ اور محبوبہ محبوب رب العالمین ﷺ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔

۳۲ (الف)..... علماء نے حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے اور بالآخر یہ ترتیب بتائی گئی کہ تمام جہان کی عورتوں سے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جنابہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور جنابہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ گویا دنیا کی کوئی بھی عورت ایسی نہیں جس پر سیدۃ النساء العالمین، شہزادی رحمتہ للعالمین ﷺ، سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی افضلیت قائم نہ ہو۔ چنانچہ علمائے حقہ اہل سنت و جماعت اس مسئلہ کے اثبات میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

۳۲ (ب)..... حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما:

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سب سے افضل ہیں مگر ان کی آپس میں افضلیت کا اختلاف ہے اور درست یہی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اس کا ثبوت علماء کرام کے نزدیک

یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کا ذکر کرنے پر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اُس کا ذکر کیوں کرتے رہتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس کا بہتر بدلہ دے دیا ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں! خدا کی قسم مجھے اس سے بہتر بدلہ نہیں ملا اور فرمایا خدیجہ مجھ پر اُس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا۔ خدیجہ نے اُس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ خدیجہ نے مجھے اس وقت اپنا مال دیا جب لوگوں نے مجھے مال خرچ کرنے سے روکا۔

(مواہب الدنیہ، ج اول اُردو، ص ۲۸۷۔ انوارِ محمدیہ، ص ۱۵۰)

۳۲ (ت)..... حضرت فاطمہ و خدیجہ رضی اللہ عنہما:

اور پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے متعلق فرمایا کہ جنابہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو افضلیت حاصل ہے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ اس کے بعد علماء فرماتے ہیں چونکہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضور انور ﷺ کا ٹکڑا ہیں، اس لیے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے ٹکڑے سے افضل نہیں ہو سکتا اور اس پر امام الانبیاء کا یہ فرمان شاہد ہے کہ ”فاطمہ الزہرا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔“

جب امام تاج الدین سبکی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہی دین اختیار کیا کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔ اُن کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور اُن کے بعد جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

پڑھنے والوں سے التجا ہے کہ اگر ہو سکے تو حوالے کے لیے مواہب الدنیہ کی جلد اول، صفحہ ۱۵۰، زرقانی شریف کی جلد اول اور انوارِ محمدیہ، صفحہ ۱۵۰ پر عربی متن کا

مطالعہ کریں۔

۳۲ (ج)..... فاطمہ رضی اللہ عنہا و مریم سلام اللہ علیہا:

بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اگرچہ دُنیا کی تمام عورتوں سے افضل ہیں مگر حضرت مریم علیہ السلام سے افضل نہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ان روایات سے یہ تو ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں۔ تاہم جنابہ مریم سلام اللہ علیہا کی سرداری بھی دیگر عورتوں پر مسلم ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، مگر جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان حضرت مریم سلام اللہ علیہا سے بھی ارفع و اعلیٰ اور افضل ہے۔ امام نبہانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ”اشرف المویّد“ میں فرمایا:

”جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی افضلیت تمام عورتوں پر ثابت ہے۔ حتیٰ کہ حضرت مریم علیہ السلام پر بھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ علمائے محققین کا یہی مذہب ہے اور انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضور انور ﷺ کا ٹکڑا ہیں اور حضور انور ﷺ کے ٹکڑے پر حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو بھی افضلیت نہیں دی جاسکتی۔“

ترجمان اہل سنت گشتہ عشق رسول، حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ اس مقام پر فرماتے ہیں:

مریم از یک نسبتے عیسیٰ عزیز	از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمت للعالمین	آں امام اولین و آخرین

آں کہ در ایں پیکر گیتی دمید
روزگارِ تازه آئیں آفرید
انویں آں تاجدارِ هل اتی
مرتضی، مشکل کشا، شیر خدا
پادشاہ و کلبہ ایوان او
یک جسام و یک زرہ سامان او
مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں کارواں سالار عشق
آں یکے شمع شبستانِ حرم
حافظ جمعیت خیرالام

علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا صرف اس ایک نسبت سے عزیز ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں مگر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تین نسبتوں سے عزت و شرف کی مالک ہیں۔ پہلی نسبت یہ ہے کہ آپ حضور رحمت للعالمین ﷺ، جو امام اولین و آخرین ہیں، کی نورِ نظر ہیں۔ وہ رحمتِ عالم جنہوں نے اس کائناتِ عالم کو زندگی عطا فرما کر دستورِ حیات عطا فرمایا۔ دوسری نسبت یہ ہے کہ آپ تاجدارِ هل اتی سیدنا شیر خدا، مشکل کشا، مولا و مرتضیٰ کی ملکہ ہیں۔ وہ شیر خدا جو بادشاہ ہے مگر اس کا محل جھونپڑی کا ہے۔ جس کی گل کائنات صرف ایک تلوار اور ایک ذرہ پر موقوف ہے۔ تیسری نسبت یہ ہے کہ آپ مرکز پرکار عشق اور قافلہ سالار عشق امام حسین علیہ السلام کی والدہ مکرمہ ہیں۔ وہ حسین جو شمع شبستانِ حرم اور امتِ مصطفیٰ ﷺ کی جمعیت کا محافظ اور شیرازہ بندی کرنے والا ہے۔

۳۲ (ذ)..... حضرت حذیفہ یمانی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں۔ پھر آپ کی خدمت میں اپنی اور آپ کی بخشش کی دعا کی درخواست کروں۔ والدہ سے اجازت لے کر میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ مغرب و عشاء کی نمازیں آپ کے ساتھ ادا کیں۔ جب آپ فارغ ہو کر چلے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ آپ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر فرمایا ”کیا تو حذیفہ ہے؟“ میں نے عرض

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

کیا ”ہاں“ فرمایا ”تجھے کیا حاجت ہے؟“ اور غیب کی خبریں جاننے والے نبی برحق ﷺ نے حضرت حذیفہ کو وہی دُعا دی جس کے لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھنے آئے تھے۔ یعنی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ”اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے، یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا، اس نے اپنے پروردگار سے میرے پاس آنے اور مجھے سلام کرنے کی اجازت لی۔ یہ بشارت دے رہا ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

۳۲ (س)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول:

علاوہ ازیں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہ سے، سوائے اُن کے والد (ﷺ) کے، کسی کو بھی افضل نہیں دیکھا۔ (اشرف الموبد، صفحہ ۱۰۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمانِ عالی شان کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ بنتِ رسول ﷺ، جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نہ صرف یہ کہ تمام عورتوں کی سردار ہیں، بلکہ اپنے والد گرامی امام الانبیاء ﷺ کے علاوہ کائنات عالم کے تمام مردوں اور عورتوں سے افضل ہیں اور اس پر بھی یہ دلیل ہے کہ آپ حضور انور ﷺ کا ٹکڑا ہیں اور حضور انور ﷺ کے ٹکڑے سے کوئی بھی افضل نہیں۔

۳۲ (ش)..... علماء و فضلا اور مشائخ کے دلائل:

(الف)..... حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں کہ میں جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا پر کسی کو بھی فضیلت نہیں دے سکتا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

(ب)..... حضرت امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ:

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

فرماتے ہیں فضیلتِ زہرا رضی اللہ عنہا میں تین قول ہیں مگر صحیح تر اور درست قول یہی ہے کہ جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

(حاوی فلفتاویٰ للسیوطی، ج ۲، ص ۱۸۶)

(ج)..... شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

صحیح مذہب یہی ہے کہ جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔ بعض شافعی اور حنفی علماء، جنابہ عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے بارے میں توقف کرتے ہیں مگر امام مالک اور امام سبکی وغیرہ کا مذہب یہی ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سب عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور آخر میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا عقیدہ بیان فرماتے ہیں کہ حسب و نسب کی پاکیزگی اور طہارت کے لحاظ سے کوئی بھی شخص جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی برابری حاصل نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات، جلد ۲، صفحہ ۶۸۴)

(د)..... بخاری شریف کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ جنابہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء اہل الجنۃ اور طیبہ طاہرہ ہیں اور یہ دلیل ہے کہ آپ تمام عورتوں سے مطلقاً افضل ہیں حتیٰ کہ اپنی والدہ مکرمہ جنابہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بھی۔

(حاشیہ بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۳۲)

اس کے علاوہ بھی چند دلائل ہیں جن کی رو سے بالآخر علمائے اہل سنت کے مطابق جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلطان الفقرا ہی افضل ترین خاتون قرار دی گئی ہیں۔ صاحب ذوق حضرات نزہۃ المجالس، جلد ۲، صفحہ ۲۲۶، اشعۃ اللمعات، جلد ۲، صفحہ ۶۸۴، مسند احمد، جلد ۲، صفحہ ۲۶-۳۹۲، صور عقب محرقہ، صفحہ ۱۵۱ کا مطالعہ فرمائیں۔

(ذ)..... علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

علامہ اقبال علیہ الرحمہ، سلطان الفقرا سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی
افضلیت ان شاندار الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

رشتہ آئین حق زنجیر پا است
پاس فرمان جناب مصطفیٰ ﷺ است
ورنہ گردے تڑتیش گر دیدے
سجدہ ہا بر خاک او پاشیدے

”میرے پاؤں میں قانونِ خداوندی کی زنجیر ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کا
پاس ہے ورنہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایسی شان ہے کہ) میں سیدہ بتول کے
مزارِ اقدس کا طواف کرتا اور آپ کی قبرِ انور پر سجدے کرتا۔“

(س)..... مولف ہذا کی سیدہ بتول رضی اللہ عنہا سے عقیدت:

سیدہ کے ان تمام مناقب، فضائل اور خوبیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جو آپ
نے پچھلے اوراق میں پڑھیں، اگر ہم حضرت فاطمہ الزہرا، سلطان الفقرا رضی اللہ عنہا
کو حضور انور ﷺ کے بعد عزت و احترام اور اعلیٰ مراتب کی حامل شخصیت مانیں تو کوئی
مبالغہ نہ ہوگا۔ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ مراتب ہم سے اس بات کا
تقاضا کرتے ہیں کہ ہم انہیں بعد از محمد مصطفیٰ ﷺ بزرگ کہہ کر یاد کریں۔

- (۱) اے سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا! آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔
- (۲) اے سیدتنا زہرہ رضی اللہ عنہا! آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔
- (۳) اے سیدتنا بتول رضی اللہ عنہا! آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔
- (۴) اے سیدتنا زاکیہ رضی اللہ عنہا! آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔
- (۵) اے سیدتنا راضیہ رضی اللہ عنہا! آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔
- (۶) اے سیدتنا طاہرہ رضی اللہ عنہا! آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔

(۷) اے سیدتنا طیبہ رضی اللہ عنہا، آپ محمد ﷺ کے بعد بزرگ ہیں۔

۳۳..... اہل بیت سے محبت:

ان ہی اوراق میں ہم آپ کو یہ بتا چکے ہیں کہ کئی انبیاء نے اللہ تعالیٰ کے وہ احکام اپنی اپنی اُمتوں کو پہنچائے جن میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ہمارے نبی کسی سے تبلیغ دین کا معاوضہ یا صلہ نہیں چاہتے۔ اسی طرح نبی کریم محمد عربی ﷺ سے بھی دو مقامات پر (انعام۔ آیت: ۹۰ اور ص۔ آیت: ۸۶) اللہ عزوجل نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا کہ آپ فرمادیں کہ ہم قرآن پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتے۔ پارہ ۲۵ کی سورہ الشوریٰ کی آیت ۲۳ میں فرمایا کہ ہم تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے مگر ہمارے قرابت داروں سے محبت کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے قرابت داروں میں کون کون شامل ہوگا؟ تو فرمایا ”میرے اہل بیت یعنی حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین۔ ان سے محبت کرو۔“

یہ واقعات کئی حوالوں سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اور وہ ہیں ابن جریر، ج ۲۵، ص ۱۴، جلالین مصری، ج ۲، ص ۳۲ اور تفسیر ابن عربی، ج ۲، ص ۲۱۲۔ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ نے صرف اُمت کو ہی یہ ترغیب نہیں دی کہ میری بیٹی اور اُس کی اولاد سے محبت کرو بلکہ آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ ”یا اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما (اہل بیت سے) اور ان سے بھی محبت فرما (اُمت) جو ان سے (اہل بیت سے) محبت کرتے ہیں۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ، مراۃ، ج ۲، ص ۳۵۹، ۳۶۴۔ انوارِ محمدیہ من المواہب الدنیہ، ص ۴۳۷۔ صواعقِ محرقہ، ص ۱۳۸)

۳۴..... اہل بیت سے محبت کا انعام:

سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان، ایک طویل حدیث کی صورت میں، کتب

تفسیر و حدیث میں موجود ہے کہ جو شخص بھی آل محمد ﷺ کی محبت میں فوت ہوگا اس کی بخشش یقینی ہے، بلکہ محب اہل بیت کو موت ہی اُس وقت دی جاتی ہے جب وہ توبہ کر لے۔ پھر امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اہل بیت محمد (ﷺ) کی محبت میں فوت ہوگا وہ ایمان کی دولت لے کر فوت ہوگا بلکہ وہ مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہوگا“ اور مزید فرمایا کہ ”محب اہل بیت کی موت کو شہادت کا درجہ دیا جائے گا نیز یہ کہ محبت آل محمد (ﷺ) میں فوت ہونے والے کی رُوح کو ملک الموت علیہ السلام جنت کی بشارت دے کر قبض کریں گے“ اور یہ بھی فرمایا کہ ”آل محمد ﷺ سے محبت کرنے والے کو نکیرین قبر میں جنت کی بشارت دے کر اس کا استقبال کریں گے اور محبت اہل بیت میں فوت ہو جانے والا اس شان و شوکت کے ساتھ جنت میں جائے گا جس طرح عروسہ بن سنور کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے اور اُس کی قبر میں جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے“ نیز فرمایا کہ ”محب اہل بیت مصطفیٰ کی قبر کو اللہ تبارک و تعالیٰ، ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے اور محبت اہل بیت عقیدہ سنت و الجماعت پر فوت ہوگا“۔ (حوالے کے لیے دیکھیے تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۳۹۰۔ تفسیر ابن عربی، ج ۲، ص ۲۱۲۔ تفسیر رُوح البیان، ج ۴، ص ۴۰۷۔ تفسیر کشاف، ج ۴، ص ۳۳۹۔ اشرف الموبد، ص ۱۵۲۔ نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۲۲ کے عربی متن)

(”البتول“ از حاجی صائم چشتی)

۳۵..... جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کے آخری ایام:

والد گرامی القدر نبی آخر، محمد عربی ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کا دل دُنیا کی ہر چیز سے اُچاٹ ہو چکا تھا اور آپ ہمہ وقت روتی رہتی تھیں۔ سیدہ زہرا بتول صلوة اللہ علیہا کی زندگی کا ایک ایک لمحہ والد گرامی القدر کے فراق میں صدیوں کی طرح گزر رہا تھا کہ شب و روز کی آہ و زاری اور آلام و غم نے آپ

کی صحت پر شدید اثر کیا۔ بار بار کی بے ہوشی اور غش آنے سے آپ کے قویٰ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور آپ بیمار رہنے لگیں۔ حسنین کریمین بھی اپنی والدہ محترمہ کی علالت کی وجہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت فضہ رضی اللہ عنہما، آپ کی علالت کے دوران، گھریلو کام کاج انجام دیتی تھیں۔ البتہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۱ھ کو خلاف معمول جنابہ سیدہ کے رُخ انور سے غم و آلام کے بادل چھٹ گئے اور یوں معلوم ہونے لگا جیسے آپ کو مکمل افاقہ ہو گیا ہو اور آپ نے حسب سابق گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھوں سے کیا۔ اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے کپڑے بھی دھوئے اور ان کو نہلا کر عمدہ صاف ستھرا لباس پہنایا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ جب گھر واپس آئے تو آپ کو ہشاش بشاش دیکھ کر اس کا سبب معلوم کیا۔

۳۶..... جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کا خواب:

(الف)..... سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استفسار پر شہزادی رسول ﷺ،

سیدہ زہرا و بتول صلوة اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا ”اے تاجدار ہل اتی اور اے سرتاج من میں نے کل ایک نہایت ہی حسین و جمیل خواب دیکھا ہے۔

(ب)..... میں نے دیکھا کہ میرے دل کا قرار، میرے ابا حضور ﷺ میرے

سرہانے اس انداز سے تشریف فرما ہیں جیسے کسی کے منتظر ہوں۔ آپ کے جمالِ جہاں

آرا کی زیارت کی تو میں بے ساختہ فریاد کرنے لگی۔ میں نے عرض کیا ”ابا حضور آپ

کہاں ہیں؟ میں آپ کے فراق میں تڑپ رہی ہوں۔ میرا دل جل رہا ہے۔ میری

روح بے قرار ہے۔“ میری فریاد سن کر میرے ابا حضور نے فرمایا ”فاطمہ بیٹی! میں اس

جگہ ہوں اور انتظار کر رہا ہوں۔“ میں نے عرض کی ”یا ابناہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کس

کے منتظر ہیں؟“ تو ابا جان نے فرمایا ”فاطمہ بیٹی ہمیں تیرا ہی انتظار ہے۔ فراق کی

گھڑیاں طویل ہو گئیں، اب نہ تابِ جدائی ہے اور نہ یارائے فراق، عنقریب تمہاری

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

رُوحِ جِسْمِ سَے اَلْک (اِنْقِطَاع) سَہو کَر ہَم سَے مَلَاَقَات کَر نَے وَا لَی ہَے۔ پِیَا رَی بَیْطِی تِیَا رَی کَر و۔ ہَم تَمہِی سَ لَی نَے آئَے ہِی سَ۔“

(ج)..... ابا جان سے یہ مژدہ جانفزا (یہ خوش خبری سن کر جان میں جان آئی) تو میرے دل کو سکون اور رُوح کو قرار آ گیا۔ میں نے عرض کیا ”ابا جان! میں تو پہلے ہی آپ کے دیدار کو ترس رہی ہوں، مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجیے۔“ میری بے قراری دیکھ کر ابا جان نے فرمایا ”بیٹی جلد ملاقات ہونے والی ہے۔ کل تم ہمارے پاس ہوگی۔“ خواب بیان فرمانے کے بعد سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا ”یا علی! مجھ پر اُس وقت سے شوقِ زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غلبہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یا تو آج کی رات یا کل اپنے ابا حضور کے پاس پہنچ جاؤں گی۔“

(روضۃ الشہداء، ص ۱۰۴)

۳۷..... سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آخری لمحات اور وصیتیں:

(الف)..... یا علی! میری رخصت کا وقت انتہائی قریب ہے۔ میں نے آج روٹیاں پکا کر رکھ دیں کہ کل آپ تو میرے کفن دفن میں مصروف ہوں گے تو میرے بچوں کو بھوکا نہ رہنا پڑے۔ میں نے ان کے کپڑے بھی دھو دیے ہیں کہ مبادا بعد میں ان کے کپڑے کون دھوئے گا۔ حیدر کرار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سیدہ بتول کی یہ درد بھری گفتگو سنی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ روتے جا رہے تھے اور حسرت بھری نگاہوں سے شہزادی رسول ﷺ کو دیکھتے جا رہے تھے۔

(ب)..... پھر سیدۃ النساء العالمین نے فرمایا ”یا علی! میری چار وصیتیں ہیں انہیں سن لیجیے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کپڑے سے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا ”سیدۃ النساء العالمین وصیت فرمائیے میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں۔“ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا نے اس طرح فرمایا ”میرے سر تاج! میری چار وصیتیں ہیں۔“

اول..... اگر میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو یا آپ پر میں نے کوئی زیادتی کی ہو تو خدا کے لیے مجھے معاف فرمادیجیے۔ جناب حیدر کرار نے اشکوں سے بھری آنکھوں اور بھرائی ہوئی آواز سے فرمایا ”شہزادی رسول ﷺ، حاشاء للہ آپ کی طرف سے نہ تو مجھے کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہی میرے دل میں آپ کی طرف سے ذرہ بھر ملال ہے۔ آپ نے تو ہمیشہ میری دلداری فرمائی ہے، دل آزاری نہیں کی۔ آپ نے میری غم گساری فرمائی ہے، مصائب میں نہیں ڈالا۔ آپ نے مجھ سے ہمیشہ وفاداری کی ہے جفا کاری نہیں کی۔“

دوم..... میری دوسری وصیت یہ ہے کہ میرے بچوں سے ہمیشہ شفقت فرمانا۔ ان کی دل داری کرنا۔ ان سے پیار فرمانا اور ان کے سر پر دستِ محبت رکھنا۔ سوم..... یہ ہے کہ قبرستان میں میرا جنازہ رات کے وقت لے جانا۔ اس لیے کہ میری زندگی میں کسی نامحرم نے میرے قد و قامت کو نہیں دیکھا۔ اب بعد وصال بھی ضروری ہے کہ مجھے کوئی دوسرا نہ دیکھے۔ اور پھر آپ نے فرمایا: چہارم..... چوتھی وصیت یہ ہے کہ مجھے بھول نہ جانا اور میری قبر پر تشریف لاتے رہیں اور دُعائے خیر فرماتے رہنا۔

جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنتِ رسول ﷺ کی یہ تمام وصیتیں سنیں تو بے قرار ہو کر نالہ و فریاد کرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا ”اے شہزادی مصطفیٰ ﷺ! میں آپ کی تمام وصیتوں کو دل و جان سے قبول کرتا ہوں اور ان پر پورا پورا عمل کروں گا۔ اب کچھ میری باتیں بھی سن لیجیے۔“

اول..... اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں تقصیر ہوئی ہو تو معاف فرمادیں۔

دوم..... جب آپ اپنے والد محترم، سلطان الانبیاء ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں

حاضر ہوں تو بصد نیاز و ادب مجھ عمر زدہ کا سلام پیش کرنا۔

سوم..... اپنے ابا حضور کی بارگاہ میں میری کوئی شکایت نہ لگانا۔

جنابہ سیدہ نے فرمایا ”تاجدار ہل اتی و سرتاج من! میں نے ہمیشہ آپ کے مقدس کردار اور حُسنِ گفتار کا مشاہدہ کیا ہے اس لیے شکایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا“۔ (روضۃ الشہداء۔ ص ۱۰۴)

۳۸..... اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی باتیں:

(الف)..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ حسین کریمین کو والد گرامی کے روضہ اقدس پر حاضری کے لیے لے جائیں اور حضرت اُمّ المؤمنین اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے غسل کے پانی کا بندوبست کرنے کے لیے فرمایا۔ سیدہ نے احسن طریقے سے غسل کیا۔ پھر آپ نے پاک و صاف لباس زیب تن کیا اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر قبلہ رُو ہو کر لیٹ گئیں۔ آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا آپ تھوڑی دیر کے لیے باہر تشریف لے جائیں تاکہ میں بارگاہِ خداوندی میں اپنی معروضات و مناجات پیش کر سکوں۔ سیدہ بتول نے اس طرح مناجات پیش کی:

(ب)..... ”بارِ الہا! میرے والد، محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے سے اور میرے ابا جان کے اس شوق کے صدقے سے جو انہیں میری ملاقات کا ہے، یا اللہ! حضرت علی کے اس درِ دل اور آہ زاری کے صدقے سے جو انہیں میرے فراق میں درپیش ہے، یا اللہ! حسن و حسین کے سوز و الم اور غم میں ڈوبے ہوئے چہروں کے صدقے سے، اے میرے خالق! میری یتیم ہونے والی معصوم بچیوں کے رونے تڑپنے اور فریاد و فغان کے صدقے سے، میرے والد محترم، حضرت

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت کے گنہگاروں پر رحم فرما۔ یا اللہ! میرے
ابا جان کی اُمت کے عاصیوں سے درگزر فرما۔“

(ت)..... چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں انتہائی شرم و حیا
تھی اس لیے وفات سے پہلے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (زوجہ ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ) کو بلا کر فرما چکی تھیں کہ جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردہ
کا پورا لحاظ رکھنا اور سوائے اپنے شوہر نامدار کے اور کسی سے میرے غسل میں مدد نہ
لینا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اے بنت رسول ﷺ! میں نے جہش میں دیکھا
ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ڈبے کی صورت بنا لیتے ہیں اور اُس پر
پردہ ڈال دیتے ہیں۔ آپ کہیں تو پیش کر دوں۔ یہ کہہ کر خُرمے کی چند شاخیں
منگوائیں اور اُن میں کپڑا تانا جس سے پردہ کی صورت پیدا ہوگئی اور حضرت فاطمہ
بے حد مسرور ہوئیں کہ یہ بہترین طریقہ ہے۔ (اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۵۳۴)

(ج)..... حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جنابہ سیدہ
فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حکم کے مطابق کچھ دیر انتظار کیا اور پھر میں نے دروازہ
پر آہستہ سے آواز دی ”یا قرۃ العین رسول“ مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے
دوبارہ آواز دی ”یا سیدۃ النساء یا ابنۃ المصطفیٰ“ مگر پھر بھی کوئی جواب نہ آیا، پھر مجھ
میں تاب انتظار نہ رہی تو میں اندر چلی گئی اور آپ کے رُخ انور سے رِوائے اقدس کا
آنچل ہٹا کر دیکھا تو شہزادی مصطفیٰ ﷺ کی رُوح منور اپنے ابا حضور کے دربار میں پہنچ
چکی تھی۔

(روضہ الشہداء ص ۱۰۵)

۳۹..... جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی رُوح کس نے قبض کی:

شہزادی رسول، مالک رِوائے تطہیر، ملکہ مملکت و تقدیس، قرۃ العین رسول

مقبول، مخدوم کائنات، طیبہ و طاہرہ، سیدہ معصومہ، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رُوح قبض کرنے کے لیے جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام کو حکم فرمایا تو ملک الموت گردن جھکا کر خاموش ہو گیا اور اس بات پر راضی نہ ہوا کہ وہ سیدہ معصومہ کی رُوح قبض کرے۔ دراصل یہ احترام تھا اس پر وہ دار عظمت والی ہستی کا جس کے سر کے ننگے بالوں کو نہ سورج نے کبھی دیکھا نہ چاند نے، نہ ستاروں نے دیکھا نہ ملائکہ کی کبھی نگاہ پڑی۔ روایت میں ہے کہ جب سیدہ کی رُوح قبض کرنے کے لیے اللہ عزوجل نے عزرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا تو وہ اس کام پر جانے کے لیے راضی نہ ہوئے تو پھر خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اپنے محبوب ﷺ کی لاڈلی بیٹی کی رُوح کو قبض فرمایا تھا۔ عربی متن ہے:

لم نزل عليها ملك الموت ولم ترضى بقبضة، فقبض الله روحها

(تفسیر رُوح البیان، جلد پنجم، صفحہ ۳۳۷۔ البتول، ص ۳۵۵)

۲۰..... سیدہ بتول شہزادی رسول مقبول ﷺ کا جنازہ:

جنابہ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے حکم کے مطابق آپ کورات کے وقت بغیر کسی اطلاع کے جنت البقیع شریف میں دفن کیا گیا۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ معتبر روایات کے مطابق اہل بیت کے چند افراد، حضرت عباس اور ان کے بیٹے حذیفہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اور چند خواتین تھیں۔ حضرات حسنین کریمین بھی ساتھ ساتھ آہ و زاری کرتے ہوئے جا رہے تھے اور معتبر روایات کے مطابق آپ کو لحد میں اتارنے اور جنازہ پڑھانے کے فرائض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائے اور یہی آپ کی وصیت تھی۔ (طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۲۹۔ البتول، ص ۳۵۵)

۲۱..... جنابہ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مرثیے:

شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال مبارک کے بعد جو حال ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ سیدہ بتول کے غم میں آپ کے متعدد مرثیہ جات اور نوحہ خوانی پر مشتمل اشعار کتابوں میں ملتے ہیں۔ چند اشعار تبرکاً و یتماً زینت کتاب بنائے گئے ہیں۔ قارئین کرام کے فائدے کے لیے ہم یہ بتاتے چلیں کہ یہ اشعار جناب صائم چشتی کی کتاب ”البتول“ سے اخذ کیے گئے ہیں اور عربی سے اردو میں ڈھالے گئے ہیں۔

۱۔ دُنیا میں رہنے والا موت کے وقت تک مصیبت زدہ رہتا ہے اور میں اپنے اوپر مصائب کو بہت زیادہ پاتا ہوں۔

۲۔ میں اپنے محبوب کے ملنے کا مشتاق ہوں، کیا میرے محبوب تک پہنچنے کی کوئی سبیل ہے۔

۳۔ اس گھرانے نے مجھے ایک پاک دامن سے علیحدہ کر دیا ہے، میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ میں اس سے پہلے (اُن کے والد) اور صاحبِ کمال کو خیر باد کہہ چکا ہوں۔

۴۔ جانے والے نے جدائی کی مثال بیان کر دی ہے اور فراق کے دنوں میں بھی اس کو بطور مثال کے بیان کروں گا۔

۵۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد میرا بنتِ رسولِ فاطمہ الزہرا کو کھودینا اس جہان کے فانی ہونے کی دلیل ہے۔

۶۔ اُن کے فوت ہونے کے بعد زندہ رہنا کیسے ممکن ہے۔ مجھے تیری زندگی کی قسم یہ ایسی بات ہے جس کے بغیر چارہ نہیں۔

۷۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کا حبیب اُس سے علیحدہ نہ ہو، حالانکہ اس خواہش کا پورا ہونا ناممکن ہے۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۸۔ مال کی مصیبت اور اس کا ضائع ہونا کوئی بڑی بات نہیں، لیکن اچھے لوگوں کی جدائی کی مصیبت بہت سخت ہے۔

۹۔ میرے دل میں میرے حبیب کے فراق کی سوزش کی جلن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے بستر پر کسی پہلو قرار نہیں ہے۔

۲۲..... حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا:

جناب صائم چشتی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی جدائی میں جو مرثیے کہے یہ ان کا مختصر سا نمونہ ہے۔ آپ سیدہ بتول کے مزار اقدس پر جا کر اس قدر دردناک اشعار بیان فرماتے کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹ جاتے۔ اسی طرح جناب حسنین کریمین اور جناب سیدہ کی یتیم بچیاں اپنی پیاری والدہ کے غم میں اس قدر فریاد و فغاں کرتیں کہ بیان سے باہر ہے۔

(الف)..... سرکارِ دو عالم ﷺ کے بعد سوائے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال مبارک کے، مدینہ منورہ کی فضا کبھی بھی اتنی سوگ وار نہیں ہوئی۔

(ب)..... جناب صائم چشتی مزید لکھتے ہیں کہ سیدہ معصومہ کی حیاتِ طیبہ پر میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض اور محض اپنی نجات و مغفرت کے سامان کے لیے ہے ورنہ اُس بارگاہِ تقدس مآب میں مجھ جیسا حقیر رو سیاہ کیا نذرانہ پیش کر سکتا ہے۔ مجھے اس بات کا قطعی طور پر اعتراف ہے کہ جناب سیدہ معصومہ کی سیرت پاک پر لکھنے کا حق مجھ سے ہرگز ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ سائلوں کو کبھی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹانے والی شہزادی رسول ﷺ اس نذرانہ عقیدت کو قبول فرمائیں اور میری نجات کا سبب بن جائے۔

سب بارگاہِ آلِ رسول ﷺ

کنیز زادہ بتول رضی اللہ عنہا

صائم چشتی

(ج)..... قارئین! یہ مولف ”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا“ اس بات کا معترف ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ طاہرہ، معصومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزہ زندگی پر لکھنے کا حق کسی طرح سے بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ ان کی سیرت طیبہ پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ مجھ جیسے حقیر و عاجز نے جناب محمد مصطفیٰ، سید الانبیاء و مرسلین ﷺ کے حکم پر سیدہ معصومہ کے بارے میں جو معمولی کاوش کی ہے، خدا کرے کہ یہ کاوش دونوں عظمت والی ہستیوں کی بارگاہ میں مقبول و مبرور ہو جائے اور ہم سب کی نجات کا باعث بنے۔

۴۳..... حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

سے متعلق احادیث مبارک

یہ احادیث مبارک کتاب

”الدُّرَّةُ الْبَيْضَاءُ فِي مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهَا“

(سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا) مصنف: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،

منہاج القرآن پبلیکیشنز سے لی گئی ہیں

(نوٹ: حوالہ حدیث کے لیے ہر حدیث کے نیچے صفحہ نمبر درج ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں)

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْضِبُ لَغَضَبِ فَاطِمَةَ وَيَرْضٰى لِرِضَاهَا

سیدہ سلام اللہ علیہا کی رضا اللہ کی رضا.....

اگر سیدہ سلام اللہ علیہا خفا تو اللہ خفا

عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ لفاطمہ:

اِنَّ اللّٰهَ يَغْضِبُ لَغَضَبِ، وَيَرْضٰى لِرِضَاكِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

سیدہ فاطمہ سے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ تیری ناراضی پر ناراض اور تیری رضا پر

راضی ہوتا ہے۔“ (صفحہ نمبر ۶۰)

۲۔ فَاطِمَةُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا بِضَعَّةٍ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ سلام اللہ علیہا..... لَحْتِ جَبْرِ مِصْطَفٰى ﷺ

عن المسور بن مخرمة: ان رسول اللہ ﷺ قال: فاطمة بضعة

مِنِّي، فمن ابغضها اغضبني

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میری جان کا حصہ ہے، پس جس نے اُسے ناراض کیا اُس

نے مجھے ناراض کیا۔“ (صفحہ نمبر ۳۵)

۳۔ فَاطِمَةُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ

سیدہ سلام اللہ علیہا سب جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں

عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ان النبی ﷺ قال وهو فی مرضہ الذی

توفی فیہ: یا فاطمة! الاترضین ان تکونی سیدة نساء العالمین و سیدة نساء

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

هذه الأمة و سيدة نساء المؤمنين.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو نہیں چاہتی کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں، میری اس امت کی تمام عورتوں اور مومنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ (صفحہ نمبر ۲۱)

۴۔ قول الرسول ﷺ فداکِ اَبی و اُمّی یا فاطمة!

فرمانِ رسول ﷺ..... فاطمہ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال لفاطمة:

فداکِ اَبی و اُمّی.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (بھی) مروی ہے کہ حضور نبی

اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرماتے تھے: (فاطمہ!) میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ (صفحہ نمبر ۳۲)

۵۔ ماکان أحد أشبه بالنبی ﷺ من فاطمة سلام اللہ علیہا فی عاداتها.

عادت و اطوار میں کوئی بھی سیدہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر حضور ﷺ کی شبیہ نہ تھا۔

عن عائشة أم المومنین رضی اللہ عنہا، قالت: ما رأيت أحدا أشبه

سَمْتًا وَلَا وَهْدِيًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ترجمہ: أم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: میں نے

حضور نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو عادات و

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

اطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ ﷺ سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ (صفحہ نمبر ۵۲)

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ كَانَ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ كَلَامًا وَلَا حَدِيثًا وَلَا جَلْسَةً مِنْ فَاطِمَةَ.

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے انداز گفتگو میں سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی اور کو حضور ﷺ سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ (صفحہ نمبر ۵۳)

۶۔ ذُرِّيَّةُ فَاطِمَةَ سَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهَا ذُرِّيَّةُ النَّبِيِّ ﷺ

اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہم..... ذُرِّيَّةُ مُصْطَفَى ﷺ

عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ

بَنِي أُمَّ يَنْتَمُونَ إِلَى عَصَبَةِ الْوَلَدِ فَاطِمَةَ، فَأَنَا وَلِيَّهُمْ، وَأَنَا عَصَبَتُهُمْ.

ترجمہ: حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، سوائے فاطمہ کی اولاد کے۔ پس میں ہی اُن کا ولی ہوں اور میں ہی اُن کا نسب ہوں۔ (صفحہ نمبر ۸۷)

۷۔ قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.....

”فَاطِمَةُ سَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيهَا“

فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا..... بعد از مصطفیٰ ﷺ افضل ترین ہستی سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: ما رأيت افضل من فاطمة سلام اللہ علیہا غیر أبيہا.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے افضل ان کے بابا (ﷺ) کے علاوہ کسی شخص کو نہیں پایا۔ (صفحہ نمبر ۱۱۰)

عن عمرو بن دينار، قال: قالت عائشة رضی اللہ عنہا: ما رأيت احدا قط اصدق من فاطمة غیر أبيہا.

ترجمہ: عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بابا (ﷺ) کے سوا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ سچا کائنات میں کوئی نہیں دیکھا۔ (صفحہ نمبر ۱۱۰)

۸- قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

”فاطمة سلام اللہ علیہا أحب الناس بعد أبيہا“

فرمانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

”بعد از مصطفیٰ ﷺ، محبوب ترین ہستی سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں“

عن عمر رضی اللہ عنہ أنه دخل علی فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ

فقال: يا فاطمة! واللہ! ما رأيت أحدا أحب الی رسول اللہ ﷺ منک،

واللہ! ما كان أحد من الناس بعد أبيک ﷺ أحب الی منک.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدہ فاطمہ

رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور کہا: اے فاطمہ! خدا کی قسم! میں نے آپ کے سوا کسی شخص

کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محبوب تر نہیں دیکھا۔ اور خدا کی قسم! لوگوں میں سے مجھے

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

بھی کوئی اور آپ سے زیادہ محبوب نہیں سوائے آپ کے بابا ﷺ کے۔ (صفحہ نمبر ۱۱۱)

۹۔ شہادۃ النبی ﷺ لعفة فاطمة سلام اللہ علیہا

وعرضہا

عصمتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گواہ خود محمد مصطفیٰ ﷺ

عن عبد اللہ ابن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ ان فاطمة

أحصنت فرجہا، فحرم اللہ ذریتہا علی النار.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ نے اپنی عصمت اور پاک دانی کی ایسی حفاظت کی

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی اولاد پر آگ حرام کر دی ہے۔ (صفحہ نمبر ۷۶)

عن عبد اللہ، ابن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ ان فاطمة

حصنت فرجہا وان اللہ عزوجل أدخلہا باحصان فرجہا وذریتہا الجنة.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا: فاطمہ نے اپنی عصمت اور پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اُس کی عصمتِ مطہرہ کے طفیل اُسے اور اُس کی اولاد کو جنت میں داخل فرمادیا۔

(صفحہ نمبر ۷۶)

۱۰۔ منظر مرور فاطمة سلام اللہ علیہا علی الصراط

مع سبعین ألف جارية من الحور العين.

سیدہ سلام اللہ علیہا کا ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط سے گزرنے

کا منظر۔

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه: إذ كان يوم القيامة نادى مناد من بطنان العرش: يا أهل الجمع! نكسوا رؤوسكم و غُضُّ أْبصاركم حتى تَمُرَّ فاطمة بنت محمد ﷺ على الصراط، فتَمُرُّ معها سبعون ألف جارية من الحور العين كالبرق اللامع.

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: روزِ قیامت عرش کی گہرائیوں سے ایک ندا دینے والا آواز دے گا، اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکالو اور اپنی نگاہیں نیچی کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ پل صراط سے گزر جائیں۔ پس آپ گزر جائیں گی اور آپ کے ساتھ حورِ عین میں سے چمکتی بجلیوں کی طرح ستر ہزار خادماں ہوں گی۔ (صفحہ نمبر ۱۰۰)

عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ تحشر ابنتي فاطمة يوم القيامة وعليها حلة الكرامة قد عجت بماء الحيوان، فتنظر اليها الخلائق، فيتعجبون منها، ثم تكسى حلة من حُلل الجنة (تشتعل) على ألف حلة مكتوب (عليها) بخط أخضر: أدخلوا بنت محمد ﷺ الجنة على أحسن صورة وأكمل هبة وأتم كرامة وأوفر حظ. فتزف إلى الجنة كالعروس حولها سبعون ألف جارية.

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گی کہ اُس پر عزت کا جوڑا ہوگا، جسے آبِ حیات سے دھویا گیا ہے۔ ساری مخلوق اُسے دیکھ کر دنگ رہ جائے گی، پھر اُسے جنت کا لباس پہنایا جائے گا جس کا ہر حلہ ہزار حلوں پر مشتمل ہوگا۔ ہر ایک پر سبز خط

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

سے لکھا ہوگا: محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی کو احسن صورت، اکمل ہیبت، تمام تر کرامت اور وافر عزت کے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ پس آپ کو دُہن کی طرح سجا کر ستر ہزار حوروں کے جہر مٹ میں جنت کی طرف لایا جائے گا۔ (صفحہ نمبر ۱۰۱)

۱۱۔ تَحْمِلُ فَاطِمَةُ سَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهَا عَلَى نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

روزِ قیامت سیدہ سلام اللہ علیہا، حضور ﷺ کی سواری پر بیٹھیں گی۔

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

إذا كان يوم القيامة حملت علي البراق وحملت فاطمة علي ناقة العضاء.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن مجھے براق پر اور فاطمہ کو میری سواری عضاء پر بٹھایا جائے گا۔

(صفحہ نمبر ۱۰۲)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: تبعث

الأنبياء يوم القيامة على الدواب ليوافقوا بالمؤمنين من قومهم المحشر،

ويعث صالح على ناقته، وأبعث علي البراق خطوها عند أقصى طرفها،

وتبعث فاطمة أمامي.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا: انبیائے کرام قیامت کے دن اپنی سواری کے جانوروں پر سوار ہو کر اپنی

قوم میں سے ایمان والوں کے ساتھ میدانِ محشر میں تشریف لائیں گے اور صالح علیہ

السلام اپنی اونٹنی پر تشریف لائے جائیں گے اور مجھے (مخصوص سواری) براق پر لایا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

جائے گا، جس کا قدم اُس کی منتہائے نگاہ پر پڑے گا اور میرے آگے فاطمہ ہوگی۔“
(صفحہ نمبر ۱۰۲)

عن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتِ عَلِيٌّ الْعَضْبَاءُ؟ (قَالَ: أَنَا) عَلِيٌّ الْبُرَاقُ يَخْصِنِي اللَّهُ
بِهِ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتِي عَلِيٍّ الْعَضْبَاءُ.

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ روزِ قیامت اپنی اونٹنی عضباء پر
سوار ہو کر گزریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اُس براق پر سوار ہوں گا جو نبیوں میں
خصوصی طور پر صرف مجھے عطا ہوگا، (مگر) میری بیٹی فاطمہ میری سواری عضباء پر
ہوگی۔“ (صفحہ نمبر ۱۰۳)

۱۲۔ فاطمة سلام الله عليها شجنة من النبي ﷺ

سیدہ سلام اللہ علیہا..... شجر رسالت کی شاخِ ثمر بار

عن المسور رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: فاطمة

شجنة مني يبسطني ما بسطها ويقبضني ما قبضها.

ترجمہ: حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاطمہ میری شاخِ ثمر بار ہے، اس کی خوشی مجھے خوش کرتی ہے اور اُس کی پریشانی مجھے
پریشان کر دیتی ہے۔“ (صفحہ نمبر ۷۴)

(سبیل العارفين، از بنت احمد عمر)

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

مناقب

بکھنور سیدتنا فاطمہ الزہرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۴۴..... بحضور خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

لکھا جو زہرا لفظوں کو تاثیر مل گئی فکر و نظر کو علم کی تنویر مل گئی
 بنتِ رسولِ پاک ﷺ کے قربان جائیے جس کو خدا سے چادرِ تطہیر مل گئی
 بنتِ رسولِ ﷺ نے جو غلامی میں لے لیا سمجھوں گا گل جہان کی جاگیر مل گئی
 میں اہلبیتِ پاک کا ادنیٰ غلام ہوں شکرِ خدا کہ مجھ کو یہ تقدیر مل گئی
 آزاد رنج و غم سے وہ انسان ہو گیا جس کو درِ بتوں کی زنجیر مل گئی
 دہلیزِ پنچتن پہ اگر حاضری ہوئی سمجھوں گا میں کہ خواب کی تعبیر مل گئی
 نانا حبیبِ کبریا، بابا خدا کے شیر مادر تمہیں عظیم اے شبیر مل گئی
 طاہر درِ بتوں پہ حاضر ہوا میں جب دل کو سکون آنکھوں کو تنویر مل گئی
 شاعرِ حمد و نعت طاہر سلطانی

۴۴ (الف)..... خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

فاطمہ زہرا ہے خاتونِ جنت ہے جنت کی مختار خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا ہے، بیٹی نبی ﷺ کی نبی ﷺ کی دل و جان خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا ہے بیوی علیؑ کی علیؑ کی ہے ہمراز خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا ہے حسینؑ کی ماں ہیں حسینؑ قمرین خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا ہے اطہرِ مطہر ہے اطہر بہ قرآن خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا ہے بنی سلکِ سادات ہے سادات میں شانِ خاتونِ جنت

فاطمہ زہرا ہے سرتاج فقراء فقیری کی ہے لاج خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا ہے شافعِ محشر ہے محشر میں مقبول خاتونِ جنت
 فاطمہ زہرا رَسِيْلَةَ الْيَاسِ ہے الیاس وابستہ خاتونِ جنت
 پروفیسر محمد الیاس برنی

۴۴ (ب)..... فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

بوئے بہشت زوجِ علی دخترِ رسول ﷺ ام ایہا، زہرہ و منصورہ و بتول
 کلثوم، سارا، آسیہ، مریم کے غول میں مانند ماہتاب ہوا خاک پر نزول
 بطنِ خدیجہ سے ادب آداب یافتہ مولائے کائنات جسے سونگھتے وہ پھول
 جنت کی نعمتیں، ترے فاتحوں کی میزبان ہونے دیا نہ تجھ کو خدا نے کبھی ملول
 بابا کے بعد زیادہ نہ جی سکی دن زندگی کے صرف بہتر کئے قبول
 تجھ سے فقط وراثتِ نسلِ پدر چلی اک زین العابدینؑ نے شجرہ کیا وصول
 ہے نازِ دین کو ترے بیٹے حسینؑ پر اپنے لہو سے لکھ گیا سچائی کے اصول
 زینب کے سر پہ جب کوئی چادر نہیں رہی تجھ سے لپٹ کے رونے لگی کربلا کی دھول
 مظفر وارثی

۴۴ (ج)..... بکھنور حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

شانِ جنت آپ ہیں، آلِ رسول ﷺ آپ ہیں
 خاتونِ جنت آپ ہیں، جانِ رسول ﷺ آپ ہیں

آپ کا اسم مبارک لیتے ہی ، قلب کو راحت ملتی ہے
اُمّ المؤمنین آپ ہیں ، شانِ رسول ﷺ آپ ہیں
حُسنِ عمل آپ کا ، مثال ہے ہم سب کے لئے
شہزادی شہنشاہِ دو جہاں ، آلِ رسول ﷺ آپ ہیں
زوجہ شیرِ خدا ، مجسمِ پیکرِ شرم و حیا
سُرورِ قلب و نگاہ آپ ہیں ، شانِ رسول ﷺ آپ ہیں
اسلام زندہ ہوا جن شہزادوں سے ، والدہ اُن کی آپ ہیں
تاریخِ قربانی کربلا آپ ہیں ، باعثِ وارثِ رسول ﷺ آپ ہیں
آپ کی تعریف اتنی ، کیا کر سکے ، یہ سیاہ کار و حقیر
شاہِ نور العین آپ ہیں ، جانِ رسول ﷺ آپ ہیں
کرم آپ سے جن کو ملا ، شامل اُن میں ہے یہ بھی فقیر
عطا ہو جائے ناز کو پھر وہ منظر ، آلِ رسول ﷺ آپ ہیں

ریحانہ شفاعت ناز

۴۵..... سلام بہ نذر بتوں رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یا بتوں سلام علیک صلوة اللہ علیک

قرۃ العین محمد ﷺ جانِ جانانِ محمد ﷺ

پیکرِ عینِ محمد ﷺ شانِ ذی شانِ محمد ﷺ

یا بتوں سلام علیک صلوة اللہ علیک

مادرِ حسنینِ تم ہو آئینہٴ قوسینِ تم ہو

فاتحِ باینِ تم ہو حرمتِ کعبینِ تم ہو

یا بتوں سلام علیک صلوة اللہ علیک

پنجتن کی جانِ تم سے اور نبی ﷺ کی شانِ تم سے

حیدری ایمانِ تم سے اور حسینیٰ آنِ تم سے

یا بتوں سلام علیک صلوة اللہ علیک

چادرِ طاسینِ تم ہو دخترِ یاسینِ تم ہو

لائقِ تحسینِ تم ہو مونسِ غمگینِ تم ہو

یا بتوں سلام علیک صلوة اللہ علیک

قومِ مستحکمِ تم ہی سے بارِ درِ اُمتِ تم ہی سے

اصلہا ثابتِ تم ہی سے فرعہا صامتِ تم ہی سے

☆.....☆

سطوتِ وحدتِ تم ہی ہو باعثِ ہمتِ تم ہی ہو

مادرِ ملتِ تم ہی ہو بہترِ اُمتِ تم ہی ہو

یا بتولؑ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
 فاطمہؑ زہراؑ خبر لو اپنی اُمت کی خبر لو
 مادرِ مشفقؑ خبر لو ان غلاموں کی خبر لو

☆.....☆

معنی قرآن عطا ہو حاصلِ ایماں عطا ہو
 قوتِ شیراں عطا ہو شوقِ صدیقاں عطا ہو

یا بتولؑ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
 جوشِ شبیری عطا ہو فقرِ کزاری عطا ہو
 حیدری قوت عطا ہو پھر وہی ہمت عطا ہو
 آپ ایمان و حیا ہیں پیکرِ صدق و صفا ہیں
 آپ ہی نورِ ولا ہیں نازشِ آلِ عبا ہیں

☆.....☆

آپ ہیں ماہِ نبوت آپ سے جاری ولایت
 آپ سے اُمت پہ رحمت آپ کے صدقے شہادت

یا بتولؑ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
 جب دُعا حضرت نے کی تھی آپ کی حق نے سنی تھی
 پھر سے اے زہراؑ خبر لو مادرِ مشفقؑ خبر لو
 اپنی اُمت کی خبر لو ان غلاموں کی خبر لو
 ان کنیزوں کی خبر لو

☆ ☆ ☆

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل فرما)

یا بتولؑ سلام علیک
شیر و شیر صدقے
شیر و شیر صدقے
آمتِ پیار صدقے
قوتِ شیراں عطا ہو
جوشِ شیریں عطا ہو

یا بتولؑ سلام علیک
آپ ہیں بانوئے حیدر
آپ ہیں رحمت کی چادر
آپ کا سایہ ولی پر
یا بتولؑ سلام علیک

صلوٰۃ اللہ علیک

ولی الدین

(سمیل العارفین، از بنت احمد عمر)

۴۶..... صاحبِ ذوق حضرات سے:

”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا“ کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ

حاصل کیا گیا ہے۔

از: نصرت فاطمہ عطاری

مرتب: محمد اسحاق ملتانی

از: الحاج صائم چشتی

۱۔ قابل تقلید خواتین

۲۔ مثالی خواتین

۳۔ البتول

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ (اے اللہ عزوجل، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما)

۴۔ علمائے اہل سنت کی منتخب تقریریں از: احمد حسن قادری

(حصہ دوم)

۵۔ دلائل الخیرات از: محمد بن سلیمان جزولی شاذلی

۶۔ عجائب القرآن از: عبدالمصطفیٰ اعظمی

۷۔ سبیل العارفين از: بنت احمد عمر

ان تمام کتب میں مختلف واقعات کے حوالے دیے گئے ہیں۔ صحاح ستہ، روح البیان، روضۃ الشہداء اور اس کے علاوہ بہت سارے حوالے موجود ہیں۔ صاحب ذوق حضرات سے التماس ہے کہ اگر ہو سکے تو تشنگی دور کرنے کے لیے ان کتب کے عربی متن کا بھی مطالعہ فرمائیں۔

(مؤلف)

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى ۝

اے نبی ﷺ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجور (رسالت) کا سوال نہیں کرتا
سوائے اس کے کہ تم میرے قریبوں سے محبت رکھو۔

زہرا

راضیہ

چترول

سیدہ
فاطمہ
رضی اللہ عنہا
میں

طیبہ

طاہرہ

زاکیہ

مؤلف

محمد یاسین

قادی چشتی صابری قادی

297

یا

11